﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾

"اے ایمان والو! ایک دوسرے کے مال باطل طریقہ سے نہ کھاؤ"

رزقِ حلال اور رِشوت

مؤلفہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا

محمد علی جانباز حفظہ اللہ تعالیٰ

www.KitaboSunnat.com

ناشر: ادارۂ جامعہ رحمانیہ (رجسٹرڈ) 4591911

ناصر روڈ۔ سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾

"اے ایمان والو! ایک دوسرے کے مال باطل طریقہ سے نہ کھاؤ"

رزقِ حلال اور رشوت

مؤلفہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا

محمد علی جانباز حفظہ اللہ تعالیٰ

www.KitaboSunnat.com

ناشر: ادارۂ جامعہ رحمانیہ (رجسٹرڈ) 4591911

ناصر روڈ۔ سیالکوٹ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب : رزق حلال اور رشوت

مؤلفہ : شیخ الحدیث مولانا محمد علی جانباز

طبع : اول

تعداد : ۱۱۰۰

قیمت :

سن اشاعت : ۲۰۰۵ء

کمپوزنگ : العرفان کمپوزرز گوجرانوالہ

ناشر: ادارہ جامعہ رحمانیہ (رجسٹرڈ) 4591911

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحة
۱	عرضِ مؤلف	۵
۲	انسان کی سب سے بڑی بدبختی کی بنیاد	۸
۳	کیا رزقِ حلال ناپید ہے	۹
۴	اسلام میں کسب حلال کی اہمیت	۱۱
۵	حلال کمائی کی ترغیب	۱۲
۶	جائز مال مؤمن کے لیے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے	۱۳
۷	اسلام میں اکل حلال کی اہمیت	۲۰
۸	حلال' حرام سے بے نیاز کر دیتا ہے	۲۰
۹	حرام کے لیے حیلے کرنا بھی حرام ہے	۲۲
۱۰	نیک نیتی حرام کو حلال نہیں کرتی	۲۳
۱۱	جس جسم کی نشو و نما حرام مال سے ہوئی	۲۷
۱۲	آخری زمانہ میں حلال و حرام کی پروانہ ہوگی	۲۸
۱۳	حرام میں مبتلا ہو جانے کے اندیشہ سے مشتبہات سے بچنا	۲۹
۱۴	حرام مال کی نحوست اور بدانجامی	۳۲
۱۵	مال حلال کی برکات اور حرام کی نحوست	۳۴
۱۶	محشر میں ہر انسان سے پانچ اہم سوالات	۳۷
۱۷	اکل حلال سے نورانیت پیدا ہونے کا ایک واقعہ	۳۸
۱۸	رشوت	۴۰
۱۹	لغوی معنی	۴۰
۲۰	اصطلاحی معنی	۴۰
۲۱	رشوت لینا یہودیوں کی خصلت ہے	۴۲

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۲۲	مال حرام سے ہمیشہ کے لیے بچو	۴۴
۲۳	رشوت کا بنیادی سبب	۴۶
۲۴	اللہ کے خوف کے بغیر انسداد رشوت ناممکن ہے	۴۸
۲۵	رشوت کی حرمت قرآن سے	۵۰
۲۶	حرمت رشوت احادیث کی روشنی میں	۵۹
۲۷	رشوت لینے اور دینے والے مستحق لعنت ہیں	۵۹
۲۸	حاکم اور قاضی بننا بڑی آزمائش اور بہت خطرناک ہے	۶۱
۲۹	بغیر چھری کے ذبح ہونا	۶۲
۳۰	حکومت اور اس کے عہدے خطرناک کام ہے	۶۲
۳۱	حضرت امام ابوحنیفہؒ اور عہدۂ قضاء	۶۵
۳۲	حکام کے آگے ہدیے پیش کرنا	۶۷
۳۳	فائدہ	۷۱
۳۴	رفع ظلم کے لیے رشوت	۷۵
۳۵	حکام کا محاسبہ	۷۶
۳۶	حکام کے غلط فیصلے	۷۸
۳۷	مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا فتویٰ	۷۹
۳۸	سفارش کی حقیقت اور اس کے احکام واقسام	۸۲
۳۹	ڈاکٹر ریاض قدیر کا واقعہ	۸۷
۴۰	سفارش پر کچھ معاوضہ لینا رشوت ہے اور حرام ہے	۸۸
۴۱	رشوت لینا حرام اور اللہ سے عہد شکنی ہے	۸۸
۴۲	رشوت کی جامع تعریف	۸۹
۴۳	سفارش حسنہ	۹۰
۴۴	قاضی عافیہؒ اور رشوت	۹۰
۴۵	مرزا محمد زاہد کے تقویٰ کا ایک دلچسپ واقعہ	۹۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرضِ مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ○

اسلامی نظامِ معیشت یہ ضروری قرار دیتا ہے کہ حاصل کردہ شے حلال ہو' حرام نہ ہو۔ اور طیب ہو خبیث نہ ہو۔ قرآن مجید نے اس حقیقت کو اعجازی طور پر صرف دو لفظوں میں بیان کر دیا ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا﴾ (بقرہ:۱۶۸)

''اے لوگو! زمین کی چیزوں میں سے جو حلال و پاکیزہ چیزیں ہیں' انہیں کھاؤ۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام نوعِ انسان کو مخاطب کر کے حلال و حرام کے فرق کو بیان فرمایا ہے اور کھانے پینے کی چیزوں میں حلال و طیب ہونے کی دو شرطیں ضروری قرار دی ہیں۔

ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿یٰٓاَیُّھَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ○﴾ (مؤمنون:۵۱)

''اے پیغمبرو! تم حلال و پاکیزہ چیزوں میں سے کھایا کرو اور نیک کام کیا کرو' میں تم سب کے کیے ہوئے کاموں کو خوب جانتا ہوں۔''

اس آیتِ کریمہ سے ظاہر ہے کہ رزق حلال کو عمل صالح پر فضیلت حاصل ہے۔ اس لیے اس کا ذکر عمل صالح سے مقدم فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی جتلا دیا کہ آپ جو کچھ کھائیں پئیں وہ مجھ سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا اور یہ حکم صرف انبیاء علیہم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السلام کے لیے خاص نہیں' بلکہ سب مسلمان اس کے مامور ہیں۔ جیسا کہ اربعین نوویہ کی دسویں حدیث میں وارد ہے۔ اس لیے جملہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء وعلماء وصلحاء امت اپنے اپنے دور میں اکلِ حلال' صدقِ مقال اور حسنِ اعمال کی تاکید فرماتے رہے ہیں۔

اسلام نے دولت کمانے میں کسب حلال کے پہلو پر نظر رکھنے کی تلقین ہی نہیں' بلکہ اس کو فرض قرار دیا' ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيْضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيْضَةِ''. (مشکوۃ: ص ۲۴۲)

''بعد ادائے فریضۂ خداوندی کسبِ حلال کی تلاش وجستجو فرض ہے۔''

نیز ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''طَلَبُ الْحَلَالِ وَاجِبٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ''. (الترغیب والترہیب)

''حلال رزق کی طلب ہر مسلمان پر واجب ہے۔''

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے طلب حلال کو افضل الاعمال قرار دیا ہے:

''اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ الْكَسْبُ مِنَ الْحَلَالِ''.

''حلال طریقہ سے روزی کمانا تمام اعمال میں افضل ہے۔''

حلال وحرام کی تمیز مذہب کی جان ہے۔ اور ساری نیکیوں کا دارومدار اس پر ہے کہ انسان حلال کو استعمال کرے اور حرام کے قریب نہ جائے۔ حلال وحرام کا مسئلہ صرف کھانے پینے کی چیزوں تک محدود نہیں' بلکہ معاملات اور زندگی کی ضروریات میں سے ہر شے کے اندر اس کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اکتسابِ مال کی جن صورتوں کو حرام اور ناجائز قرار دیا ہے ان میں ایک رشوت بھی ہے' رشوت مختلف معاشی' معاشرتی اور روحانی مفاسد پر مشتمل ہے۔ جوا اور سود کی طرح یہ بھی تمدن کے لیے مہلک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ کیونکہ طمع، حرص، خودغرضی، زر پرستی جیسے رذیل محرکات اس کی تہہ میں کام کرتے ہیں۔ رشوت مجموعی لحاظ سے قوم کی تباہی اور انسانی اخلاق کی موت ہے۔ اسلامی تعلیم کی رو سے راشی و مرتشی دونوں برابر کے مجرم ہیں، اور دونوں کی سزا ایک ہے۔

اس وقت تقریباً تمام ملک میں یہ وبا عام ہے اور ہر خاص و عام کو اپنی لپیٹ میں لیے ہوئے ہے اور تو اور بسا اوقات حقدار اپنا حق بھی رشوت کے بغیر وصول نہیں کر پاتا اور ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کا خون چوسنے سے گریز نہیں کرتا۔ رات دن کھلم کھلا رشوت ستانی کا بازار گرم ہے۔ حکومت کے جس محکمہ میں بھی چلے جائیں بغیر رشوت کوئی کام ہو ہی نہیں سکتا۔ حد ہے کہ جن لوگوں کے ہاتھوں میں رشوت بند کرنے کا اختیار ہے غالباً وہ خود بھی پاک نہیں اور اسی کا نتیجہ ہے کہ رشوت کا بازار سرد نہیں پڑتا۔ زیر نظر تالیف ''رزقِ حلال اور رشوت'' میں کتاب و سنت کی روشنی میں تحریم رشوت پر خامہ فرسائی کی گئی ہے۔ تاکہ عامۃ المسلمین اس کے اخلاقی و روحانی مفاسد کو جان سکیں اور اس گناہ سے بچ سکیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

محمد علی جانباز
جامعہ رحمانیہ۔ سیالکوٹ

۲۰۰۵-۱۰-۱

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انسان کی سب سے بڑی بدبختی کی بنیاد

انسان کی سب سے بڑی بدبختی اور سینکڑوں قسم کی بدکرداریوں کی بنیادی جڑ یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور آخرت سے بے پرواہ ہوکر اور اپنے اعمال وافعال کی باز پرس اور احتساب سے غافل ہوکر زندگی گذارے' اور اپنی نفسانی خواہشات اور اس دنیا کی فانی لذتوں کو اپنا مقصد اور مطمع نظر بنائے اور ان کی چاہت اور طلب میں ایسا گرفتار ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے احکام اور حلال وحرام کی حدود کا بھی پابند نہ رہے' اور ہوا وہوس کا ایسا غلام بن جائے کہ اصل مقصد زندگی کو ہی بھلا بیٹھے۔

آج مسلمان نے بھی اپنی زندگی کا مقصد اسی دنیا کو بنا رکھا ہے۔ اور نظریہ یہ ہے کہ یہاں کھاتے پیتے' عیش وآرام' راحت سے گذر جائے' پیٹ بھرنا چاہیے حلال سے شکم سیری ہو یا حرام سے' بس روپیہ چاہیے۔ خواہ سینما کی آمدنی کا ہو' خواہ شراب کے ذریعے سے دستیاب ہو' خواہ رشوت اور سود سے کھینچا ہو۔ خواہ پگڑی لے کر دکان یا مکان دیا ہو۔ خواہ بیوپار میں ناجائز اشیاء فروخت کی ہوں یا ان میں ملاوٹ کی ہو' خواہ ناپ تول میں کمی کی ہو۔

آج دولتمند بننے کی ریس ہے' اور بلاشبہ یہ اس دور کا بہت بڑا فتنہ ہے جس نے بیشمار لوگوں کو اللہ کی نافرمانی کے راستے پر ڈال کر اصل سعادت سے محروم کر دیا ہے۔ یہی ہوس' رشوت اور خیانت اور غبن اور چور بازاری اور ذخیرہ اندوزی اور حصول دولت کے دوسرے مجرمانہ ذرائع پر آمادہ کر رہی ہے۔ اسی ذہنیت کی وجہ سے سارے ملک میں ایک مصیبت برپا ہے۔ دفتروں میں طوفان ہے۔ منڈیوں میں قیامت کا منظر ہے۔ حلال وحرام کی کچھ تمیز باقی نہیں رہی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اسی امتیاز کے اُٹھ جانے کا یہ نتیجہ ہے کہ لوگوں کی جیبوں سے روپیہ نکال کر اپنی جیب غیر مشروع طور پر بھری جا رہی ہے۔ اور رشوت کو ''فضل ربی'' سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

«یَأْتِی عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یُبَالِی الْمَرْءُ مَا اَخَذَ مِنْهُ اَمِنَ الْحَلَالِ اَمْ مِنَ الْحَرَامِ». (بخاری: ج۲/ص۶۱۳)

ترجمہ: ''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ بھی آنے والا ہے جب ایک شخص بالکل اس کا خیال نہ کرے گا کہ یہ چیز اس کو حلال طریقہ پر ملی ہے یا حرام پر۔''

بیشک حضور ﷺ کی یہ پیشینگوئی موجودہ دور کے مسلمان پر بالکل صادق آرہی ہے۔ آج مسلمان کا میلان طبع بھی اسی طرف ہے کہ دنیا میں خوب عیش کریں اور گلچھرے اڑائیں، گویا یہ مصرعہ ان کے خیالات کا آئینہ دار ہے ۔

بابر بعیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

بڑے افسوس کا مقام ہے کہ بہت سے لوگ بیوی بچوں کی تفریحات اور فضول خرچیوں کیلئے حرام کماتے ہیں اور اپنے لیے دوزخ تیار کرتے ہیں۔ حالانکہ قیامت کے روز بیوی بچے، ماں باپ، سب علیحدہ ہو جائیں گے اور اپنے حرام کمانے کا خود حساب دینا پڑے گا۔ اور حرام خوری کا تو سب کو ہی حساب دینا ہوگا۔

کیا رزقِ حلال ناپید ہے:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ آج کل حلال ملتا نہیں، پھر حرام سے کیونکر بچیں، جیسے ایک ظریف الطبع شاعر نے کہا ہے ۔

یَقُوْلُ لِیَ الْجُهُوْلُ بِغَیْرِ عِلْمٍ   دَعِ الْمَالَ الْحَرَامَ وَکُنْ قَنُوْعًا
فَلَمَّا لَمْ اَجِدْ مَالاً حَلَالاً   وَلَمْ اٰکُلْ حَرَامًا مِتُّ جُوْعًا

(شرح اربعین، ملا علی قاری)

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ترجمہ: ''مجھے نادان بغیر علم کے کہتے ہیں کہ مال حرام کو ترک کر کے قناعت اختیار کر۔ پس جب مجھے حلال میسر نہ ہو اور حرام کھانا بھی چھوڑ دوں تو کیا بھوک سے مر جاؤں۔''

وَشَيْئَانِ مَعْدُوْمَانِ فِي الْاَرْضِ دِرْهَمٌ حَلَالٌ وَخِلٌّ فِي الْحَقِيْقَةِ نَاصِحُ

(ظفر اللاضی للنواب صدیق حسن خاں)

ترجمہ: ''دنیا میں دو چیزیں معدوم ہیں' ایک حلال روپیہ اور دوسرا حقیقت میں مخلص دوست۔''

لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے اور شیطان کا دھوکا اور نفس کا فریب ہے' جو بندے رزق حلال کے طالب ہوتے ہیں' اللہ تعالیٰ ان کو رزق حلال ہی میسر فرماتے ہیں۔ مگر اتنی بات ضرور ہے' حلال عموماً تھوڑا ملتا ہے۔ مزے اڑانے اور فضول خرچیوں کے نلیے نہیں ملتا۔ (اسلام اور رشوت)

فائدہ:

رزق حلال کی ہر زمانہ میں دستیابی پر نواب صدیق حسن خان مرحوم نے اپنی مشہور کتاب "**ظفر اللاضی بما یجب فی القضاء علی القاضی**" (ص ۱۴۸) کے خاتمہ پر ایک عنوان "**فی بیان تیسیر اکل الحلال فی کل زمان**" قائم کیا ہے جس میں انہوں نے بحوالہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ ایک مبسوط مقالہ سپرد قلم کیا ہے۔ طالبِ تفصیل کے لیے تحقیق انیق ہے۔ فلیطالعه.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں کسبِ حلال کی اہمیت

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے' وہ صرف عقائد وعبادات کا مجموعہ نہیں ہے' بلکہ اس میں زندگی کے ہر پہلو کے لیے ایسے ٹھوس اور مستحکم قوانین موجود ہیں جو ہر زمانہ اور ہر جگہ کے لوگوں کے لیے مفید ہیں' اس نے نہ صرف اخلاقیات کی بلند پایہ تعلیم دی ہے بلکہ ایک عادلانہ معاشی نظام بھی پیش کیا ہے' اسلام کا معاشی نظام' توحید' اخلاق اور معاشرتی انصاف کی بنیاد دین پر قائم ہے۔ پیدائش دولت اور صرفِ دولت اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قوانین کے تحت ہے جس میں دینی اور دنیوی زندگی کی کامیابی کا راز مضمر ہے۔

اسلام نے دولت کمانے میں کسب حلال کے پہلو پر نظر رکھنے کی تلقین ہی نہیں کی' بلکہ اس کو فرض قرار دیا ہے' ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

«طَلَبُ كَسْبِ الْحَلَالِ فَرِيضَةٌ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ».

(مشکوۃ: ج۱/ص۲۴۲)

''بعد ادائے فریضہ خداوندی کسب حلال کی تلاش وجستجو فرض ہے۔''

اکثر شارحین نے حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے اور بظاہر یہی ہے کہ اللہ ورسول ﷺ پر ایمان اور نماز وزکوٰۃ وغیرہ جو اسلام کے اولین اور بنیادی ارکان وفرائض ہیں' درجہ اور مرتبہ میں ان کے بعد حلال روزی حاصل کرنے کی فکر اور کوشش بھی ایک اسلامی فریضہ ہے۔ بندہ اگر اس سے غفلت برتے اور کوتاہی کرے گا تو خطرہ ہے حرام روزی سے پیٹ بھرے اور آخرت میں اس کا انجام وہ ہوگا جو حرام سے پیٹ بھرنے والوں کا بتلایا گیا ہے۔ اللہ کی پناہ!

پھر یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کیے ہوئے کسی فریضہ کا ادا کرنا اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندگی اور عبادت ہے اور بندہ اس پر اس اجر وثواب کا مستحق ہے جو فریضہ کی ادائیگی پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنا چاہیے۔ پس کسب حلال کی فکر وکوشش اور اس میں مشغول ہونا عین دین وعبادت اور موجب اجر وثواب ہے اس میں کسب حلال کے طالب ہر تاجر، ہر مزدور، ہر کاشتکار اور ہر دستکار کے لیے کتنی بڑی بشارت ہے۔ لیکن یہ بہر حال پیش نظر رہے کہ اس حدیث میں صرف کمائی کرنے کو نہیں بلکہ کسب حلال کی تلاش وفکر کو فریضہ بتلایا گیا ہے اور اس ارشاد کا خاص مقصد اور مطمع نظر حرام سے بچانا ہے۔

حلال کمائی کی ترغیب:

حلال کمائی کی ترغیب قرآن میں دی گئی ہے اور نبی ﷺ کے ارشادات میں بھی تفصیل سے موجود ہے، آپ ﷺ نے سب سے زیادہ اپنے ہاتھ کی کمائی پر زور دیا، کیونکہ اس میں باطل اور سُحت کا شائبہ کم ہوتا ہے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا کہ میں قریش کی بکریاں ایک قیراط روزانہ اُجرت پر چراتا تھا۔ حضرت داوٗدؑ حضرت ادریسؑ اور بعض دوسرے انبیاء کی نسبت حدیث میں ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کے عمل سے کماتے تھے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور بہت سے بزرگان قوم کا ذریعۂ معاش ان کے ہاتھ کی کمائی رہا ہے۔ حضرت مقدام بن معدی کرب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«مَا أَكَلَ أَحَدٌ طَعَامًا قَطُّ خَيْرًا مِنْ أَنْ يَّأْكُلَ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ وَإِنَّ نَبِيَّ اللهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَأْكُلُ مِنْ عَمَلِ يَدَيْهِ». (بخاری: ج۲/ص۶۱۷)

”کسی نے کبھی کوئی کھانا اس سے بہتر نہیں کھایا کہ اپنے ہاتھوں کی محنت سے کما کے کھائے، اور اللہ کے پیغمبر داوٗدؑ اپنے ہاتھوں سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کام کر کے کھاتے تھے۔“

مطلب یہ ہے کہ تحصیل معاش کی صورتوں میں بہت اچھی صورت یہ ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ سے کوئی ایسا کام کرے جس سے کھانے پینے وغیرہ کی ضروریات پوری ہوں' آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ اللہ کے پیغمبر داود علیہ السلام کی سنت بھی ہے۔ قرآن مجید میں بھی ہے کہ وہ زرہیں بناتے تھے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اسی کو انہوں نے اپنا ذریعۂ معاش بنایا تھا...... بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد نے دستکاری اور ذاتی محنت کو بہت بلند مقام عطا فرما دیا۔ چنانچہ حضرت رافعؓ بن خدیج فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ:

اَیُّ الْکَسَبِ اَطْیَبُ؟ قَالَ: «عَمَلُ الرَّجُلِ بِیَدِہٖ وَکُلُّ بَیْعٍ مَبْرُوْرٍ». (مسند احمد: ج۴/ص۱۴۱)

حضرت' کونسی کمائی زیادہ پاک اور اچھی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ”آدمی کا اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرنا' اور ہر تجارت جو پاکبازی کے ساتھ ہو۔“

مطلب یہ ہے کہ سب سے اچھی کمائی تو وہ ہے جو خود اپنے دست وبازو اور اپنی محنت سے ہو اور اس کی تجارت کی کمائی بھی پاکیزہ ہے جو شریعت کے احکام کے مطابق اور دیانت داری کے ساتھ ہو۔ ”کل بیع مبرور“ کا یہی مطلب ہے۔

جائز مال مومن کے لیے اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے:

حضرت عمروؓ بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ:

www.KitaboSunnat.com

”میرا ارادہ ہے کہ تم کو ایک لشکر کا امیر بنا کر بھیجوں' پھر تم اللہ تعالیٰ کے فضل سے صحیح سالم لوٹو (اور وہ مہم تمہارے ہاتھ پر فتح ہو) اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم کو مال غنیمت حاصل ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو مال ودولت کا اچھا عطیہ ملے۔...... تو میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں نے اسلام مال ودولت کے لیے قبول نہیں کیا ہے، بلکہ میں نے اسلام کی رغبت ومحبت کی وجہ سے اس کو قبول کیا ہے اور اس لیے کہ آپ کی معیت ورفاقت مجھے نصیب ہو۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ "اے عمرو! اللہ کے صالح بندہ کے لیے جائز دپاکیزہ مال ودولت اچھی چیز (اور قابل قدر نعمت) ہے۔"

حضرت عمروؓ بن العاص کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو جائز اور پاک ذرائع سے مال ودولت نصیب فرمائے اور شکر کی اور صحیح مصارف میں خرچ کرنے کی توفیق دے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل اور بڑی قابل قدر نعمت ہے، انبیاء علیہم السلام میں سے حضرت داود وسلیمان اور حضرت ایوب ویوسف علیہم السلام اور ان کے علاوہ بھی متعدد حضرات کو اللہ تعالیٰ نے اس فضل سے نوازا تھا اور اکابر صحابہ میں حضرت عثمانؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت زبیر بن العوام وغیرہم ...... رضی اللہ عنہم ...... کو بھی اس فضل خداوندی سے وافر حصہ عطا ہوا تھا۔ بہر حال یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی قابل قدر اور لائق شکر نعمت ہے۔ (نِعْمَ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلْمَرْءِ الصَّالِحِ)

اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کسب حلال کا درجہ جہاد فی سبیل اللہ سے بھی زائد سمجھتے تھے۔ ان کی دلیل یہ تھی کہ قرآن عظیم کی اس آیت:

﴿وَآخَرُونَ يَضْرِبُونَ فِي الْأَرْضِ يَبْتَغُونَ مِنْ فَضْلِ اللَّهِ وَآخَرُونَ يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ﴾ (سورۂ مزمل)

"اور کچھ سفر کرتے ہوں گے زمین میں تلاش کر رہے ہوں گے اللہ کے فضل (رزق حلال) کو اور کچھ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوں گے۔"

میں کسب حلال کو جہاد سے مقدم بیان فرمایا گیا ہے۔

نیز رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے حلال روزی کمانے والے صحابی کی تحسین فرمائی اور اس کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ چنانچہ مرفوع حدیث میں ہے کہ:

حضور علیہ السلام نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے مصافحہ کیا تو ان کے ہاتھوں میں سختی محسوس فرمائی' آپ ﷺ نے اس کی وجہ دریافت فرمائی' جس پر انہوں نے عرض کیا کہ اپنے بچوں کے خرچ کے لیے بیلچہ اور کسلہ چلاتا ہوں۔ تو سرور کائنات علیہ افضل الصلوات والتسلیمات نے ان کے ہاتھوں کو چوم لیا اور فرمایا:

"ان ہتھیلیوں کو اللہ دوست رکھتا ہے۔" (مبسوط سرخسی)

اس سے معلوم ہوا کہ انسان ضروری کسب حلال سے قرب الی اللہ کے اعلیٰ درجات حاصل کر لیتا ہے۔

حضرت کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ تیز و چست کسی کام کو جا رہا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! کیا خوب ہوتا اگر اس کی یہ تیزی اور چستی اللہ کی راہ میں ہوتی؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

"اگر یہ شخص اپنے چھوٹے بچوں کے لیے کمائی کے خیال سے نکلا ہے تو اس کی یہ کوشش بھی اللہ ہی کے راہ میں ہے۔ اور اگر اپنے بوڑھے ماں باپ کے لیے نکلا ہے جب بھی اللہ کی راہ میں ہے۔ اور اگر یہ شخص اپنے لیے کمائی کو نکلا ہے تا کہ سوال کی ذلت سے بچے تو یہ بھی اللہ کی راہ میں ہے۔ ہاں اگر ریاکاری اور تفاخر کے لیے نکلا ہے تو پھر یہ شیطان کی راہ میں ہے۔" (لوائح الانوار: ص ۲۹۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«مَنْ اَمْسٰی کَالًّا مِنْ عَمَلِ یَدِہٖ اَمْسٰی مَغْفُوْرًا لَّہٗ».

(طبرانی اوسط: ج۸/ص۲۵۷)

''جو شخص محنت و مزدوری سے تھک کر شام کرتا ہے تو اس کی وہ شام' شام مغفرت ہوتی ہے۔''

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یَّرٰی عَبْدَہٗ تَعْبًا فِیْ طَلَبِ الْحَلَالِ».

(زین الحلم: ج۱/ص۲۴۹)

''اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ اپنے بندے کو طلب حلال میں تھکا ہوا دیکھیں۔''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ».

(طبرانی اوسط: ج۹/ص۴۳۱)

''بیشک اللہ تعالیٰ پیشہ ور مسلمان کو دوست رکھتا ہے۔''

بہر حال احادیث صحیحہ میں حلال طریقہ سے کسب معاش کی بیحد تعریف کی گئی ہے۔ اور رزق حلال حاصل کرنے کی از حد تاکید فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ حلال مال کی طلب و تلاش انبیاء علیہم السلام کی سنت متواترہ ہے۔

(زین الحلم مع عین العلم: ج۱/ص۲۴۹)

علامہ یوسف قرضاوی فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے کسی ایسے نبی کو مبعوث نہیں فرمایا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دریافت کیا کہ کیا آپ نے بھی یارسول اللہ! بکریاں چرائی ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں میں نے بھی چند قیراطوں پر بعض اہل مکہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بکریاں چرائی تھیں۔''

سرکارِ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ بکریاں چراتے تھے۔ اور اس سے بڑی بات یہ ہے کہ وہ بکریاں خود آپ کی ذاتی نہ تھیں' بلکہ بعض اہل مکہ کی تھیں۔ جو مقررہ اجرت پر آپ ﷺ چراتے تھے۔ اور آپ ﷺ اپنے پیروکاروں سے یہ تذکرہ اس لیے فرماتے تھے تاکہ آپ ﷺ ان کو تعلیم دیں کہ فخر کام کرنے والوں (محنت کشوں) کے لیے ہے۔ نہ کہ آرام پسند یا بیکار لوگوں کے لیے۔ اور قرآن مجید نے ہمارے سامنے حضرت موسیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا قصہ بیان کیا کہ آپ ﷺ نے شیخ کبیر (حضرت شعیب علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس آٹھ سال ملازمت کی اس شرط پر کہ وہ اپنی دولڑکیوں میں سے ایک لڑکی ان کے نکاح میں دیدیں گے۔ اور آپ ان کے پاس بہترین ملازم اور بہترین مزدور رہے۔ اور شعیب علیہ السلام شیخ کبیر کی صاحبزادی کی فراست درست ثابت ہوئی' جب ان دونوں میں سے ایک لڑکی کہنے لگی: ''اے باپ! آپ اس شخص کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر جس کو آپ نوکر رکھنا چاہیں وہ شخص ہے جو توانا اور امانت دار ہو۔'' (القصص: ۲۶)

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

حضرت داود علیہ السلام زرہ بنایا کرتے تھے۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے۔ اور حضرت نوح ں نجاری' یعنی بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ اور حضرت ادریس ں درزی کا کام کرتے تھے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بکریاں چراتے تھے۔

اور قرآن کریم نے ہم سے مطالبہ کیا ہے کہ ہم انبیاء علیہم السلام کے طریقہ کا اتباع کریں' جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَاهُمُ اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ...... ﴿﴾

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس رزق حلال کی کشائش اور اپنے عیال اور متعلقین کی آسائش کے لیے مشروع طور پر سعی کرنا ہر ایک مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے۔

(الحلال والحرام فی الاسلام للیوسف القرضاوی: صفحہ ۱۲۹، بحوالہ الحاکم)

حضرت لقمان حکیم سے منقول ہے کہ:

قَالَ لِاِبْنِهٖ اِسْتَغْنِ بِالْكَسْبِ الْحَلَالِ عَنْ فَقْرِهٖ. فَاِنَّهٗ مَا افْتَقَرَ اَحَدٌ قَطُّ اِلَّا اَصَابَهٗ ثَلَاثُ خِصَالٍ: رِقَّةٌ فِي دِينِهٖ. وَضُعْفٌ فِي عَقْلِهٖ وَذَهَابٌ لِمُرُوَّتِهٖ. وَاَعْظَمُ هٰذِهِ الثَّلَاثِ اِسْتِخْفَافُ النَّاسِ بِهٖ. (زین الحلم شرح عین العلم: ج۱/ص ۲۴۹)

آپ نے اپنے صاحبزادہ کو فرمایا کہ کسب حلال کی وجہ سے اپنے افلاس سے بے نیازی حاصل کر۔ اس لیے کہ جو شخص مفلس ہوتا ہے اس کو تین باتوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ دین کی باریکی اور عقل کی کمزوری اور مروت کے ختم ہو جانے سے اور ان تین باتوں سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ لوگ اس کو حقیر سمجھنے لگتے ہیں۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

«لَا يَقْعُدُ اَحَدُكُمْ عَنْ طَلَبِ الرِّزْقِ». (احیاء العلوم للغزالی: ج۱/ص ۵۷)

''تم میں سے کوئی شخص بھی طلب رزق کی جدوجہد میں پست ہمت ہو کر نہ بیٹھے۔''

اور علامہ سید مرتضی زبیدیؒ شرح احیاء العلوم میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد کی شرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

اَيْ وَلَابُدَّ لِلْعَبْدِ مِنْ حَرَكَةٍ وَّمُبَاشَرَةٍ بِسَبَبٍ مِّنَ الْاَسْبَابِ يَتَحَصَّلُ بِهٖ طَرِيقَ الْوُصُولِ اِلَى الرِّزْقِ.

(اتحاف السادۃ: ج۵/ص ۲۱۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''ہر انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ جائز اسباب معیشت میں سے کسی سبب اور وسیلہ کو اختیار کرے جس سے وہ رزق کو حاصل کر سکے۔''

تَوَكَّلْ عَلَى الرَّحْمٰنِ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ وَلَاتَرْغَبَنَّ فِي الْعِجْزِ يَوْمًا عَنِ الطَّلَبِ

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ قَالَ لِمَرْيَمَ وَهُزِّيْ اِلَيْكِ الْجِذْعَ يُسَاقِطُ الرُّطَبِ

فَلَوْ شَآءَ اَنْ تَجْنِيَهٖ مِنْ غَيْرِ هَزِّهٖ جَنَتْهُ وَلٰكِنْ كُلُّ رِزْقٍ لَهٗ سَبَبٌ

(المستطرق: ج ۲، ص ۶۴)

''اپنے تمام معاملات میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر اور ایک دن بھی رزق حلال کی تلاش سے درماندہ نہ ہو۔ کیا تجھے نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ نے بی بی مریمؑ سے فرمایا، کھجور کے تنے کو پکڑ کر اپنی طرف ہلاؤ، تم پر تر و تازہ کھجوریں جھڑ پڑیں گی۔ پس اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو بی بی مریمؑ کو بغیر ہلانے درخت کے پھل دیدیتے، مگر ہر رزق کے لیے ایک سبب ہوتا ہے۔''

هست بیشك رستگاری درسته چیز باتوگویم یاد گیرش اے عزیز

زان یکے ترسیدن ست از ذوالجلال دوم آمد جستن قوتِ حلال

(پندنامہ شیخ عطار)

''بلاشبہ تین چیزوں کے اندر نجات ہے۔ اے عزیز من! تم کو بتاتا ہوں دیکھو ان کو یاد رکھنا۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ رب ذوالجلال سے لرزاں ترساں رہے، اور دوسری بقدر ضرورت حلال روزی کی تلاش کرے۔'' (اسلام اور رشوت)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام میں اکلِ حلال کی اہمیت

اسلامی نظام معیشت یہ ضروری قرار دیتا ہے کہ حاصل کردہ شے حلال ہو' حرام نہ ہو اور طیب ہو' خبیث نہ ہو۔ قرآن مجید نے اس حقیقت کو اعجازی طور پر صرف دو لفظوں میں بیان کر دیا:

﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا﴾

''اے لوگو! زمین کی پیداواروں میں سے جو حلال و پاکیزہ چیزیں ہیں انہیں کھاؤ۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام نوع انسانی کو مخاطب کر کے حلال و حرام کے فرق کو بیان فرمایا ہے۔ اور کھانے پینے کی چیزوں میں حلال و طیب ہونے کی دو شرطیں ضروری قرار دی ہیں۔

حضرت سہل بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

نجات تین چیزوں پر منحصر ہے' (۱) حلال کھانا' (۲) فرائض ادا کرنا' (۳) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع کرنا۔ (ابن کثیر)

حلال حرام سے بے نیاز کر دیتا ہے:

اسلام کمال درجہ کی خوبیوں کا دین ہے اور اس نے لوگوں کے لیے بڑی آسانیاں پیدا کر دی ہیں۔ اس نے جس چیز کو ہم پر حرام ٹھہرایا ہے اس کا نعم البدل ضرور عطا کیا ہے۔ ایسا نعم البدل جس سے لوگوں کی ضرورتیں بھی پوری ہوں اور وہ حرام سے بے نیاز بھی ہو جائیں۔ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر بڑی عمدہ روشنی ڈالی ہے۔ فرماتے ہیں:

''اسلام نے پانسوں کے ذریعہ قسمت معلوم کرنے کو حرام ٹھہرایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کے بدل کے طور پر دعائے استخارہ عطا فرمائی۔
سود کو حرام کیا تو اس کے عوض نفع بخش تجارت کو جائز کیا۔
جوئے کو حرام کر دیا اور اس کی بجائے اس مال کا کھانا جائز کر دیا جو گھوڑے' اونٹ اور تیروں کے ان مقابلوں کے ذریعہ حاصل ہو جو شرعاً مفید خیال کیے گئے ہیں۔
ریشم مردوں پر حرام کیا' لیکن اس کے عوض اون' کتان اور روئی کے انواع واقسام کے لباس فاخرہ سے نوازا۔
زنا اور لواطت کو حرام ٹھہرایا اور ان کی بجائے نکاح کو حلال ٹھہرایا۔
منشیات کو حرام کیا' لیکن اس کے نعم البدل کے طور پر لذیذ مشروبات عطا کیے جو روح اور بدن دونوں کے لیے مفید ہیں۔
کھانے کی چیزوں میں جہاں ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیا وہاں پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیا۔"

اگر ہم اسلام کے جملہ احکام کا تتبع کریں تو یہ حقیقت پوری طرح روشن ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر اگر ایک جانب سے تنگی پیدا کی ہے تو دوسری جانب سے وسعت کا دروازہ بھی کھول دیا ہے' کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو مشقت اور سختی میں مبتلا کرنا نہیں چاہتا' بلکہ ان کے لیے آسانی پید کرنا اور ان کو خیر' ہدایت اور رحمت سے نوازنا چاہتا ہے' جیسا کہ فرمایا:

﴿يُرِيدُ اللَّهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ وَاللَّهُ يُرِيدُ أَنْ يَتُوبَ عَلَيْكُمْ وَيُرِيدُ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الشَّهَوَاتِ أَنْ تَمِيلُوا مَيْلًا عَظِيمًا ۝ يُرِيدُ اللَّهُ أَنْ يُخَفِّفَ عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْإِنْسَانُ ضَعِيفًا﴾ (سورۂ نساء)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اللہ چاہتا ہے کہ تم پر اپنے احکام واضح کر دے اور تمہیں ان لوگوں کے طریقوں کی ہدایت بخشے جو تم سے پہلے ہو گذرے ہیں' اور اپنی رحمت کے ساتھ تمہاری طرف متوجہ ہو' اور اللہ علیم وحکیم ہے۔ اللہ تو تم پر رحمت کے ساتھ توجہ کرنا چاہتا ہے لیکن جو لوگ خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں وہ چاہتے ہیں کہ تم راہِ راست سے بھٹک کر دور نکل جاؤ۔ اللہ تم پر سے بوجھ کو ہلکا کرنا چاہتا ہے کیونکہ انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔''

حرام کے لیے حیلے کرنا بھی حرام ہے:

اسلام نے جہاں ان ظاہری وسائل کو حرام کیا جو محرمات کا باعث ہوں وہاں اس نے ان خفیہ ذرائع اور شیطانی حیلوں کو بھی حرام قرار دیا جن کے پسِ پردہ حرام کو حلال کیا جا سکتا ہے۔ یہودیوں نے اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو حلال کرنے کے لیے جو حیلہ بازیاں کی تھیں ان کی اسلام نے سخت مذمت کی۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَرْتَكِبُوا مَا ارْتَكَبَ الْيَهُودُ وَلَا تَسْتَحِلُّوا مَحَارِمَ اللهِ بِأَدْنَى الْحِيَلِ». (اغاثۃ اللھفان: ج۱/ص ۳۴۸)

''یہودیوں نے جس کا ارتکاب کیا اس کا تم ارتکاب نہ کرو' کہ اللہ کی حرام کردہ چیزوں کو ادنیٰ حیلوں کے ذریعہ حلال کرنے لگو۔''

یہودیوں پر اللہ نے سبت (سینچر) کے دن شکار کرنا حرام کر دیا تھا' لیکن انہوں نے حیلہ کر کے حرام کو حلال کر لیا۔ چنانچہ وہ جمعہ کے دن خندقیں کھودتے تا کہ سبت (سینچر) کے دن مچھلیاں اس میں کر جمع ہو جائیں اور اتوار کے روز ان کو پکڑ سکیں۔ ان حیلہ بازوں کے نزدیک ایسا کرنا جائز تھا' لیکن فقہائے اسلام کے نزدیک حرام ہے' کیونکہ یہ بات حکم خداوندی کے خلاف ہے جس کا منشا ہی یہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کہ وہ شکار سے رک جائیں۔ خواہ شکار براہ راست ہو یا بالواسطہ۔

کسی حرام چیز کا نام یا اس کی صورت بدل دینا جبکہ اس کی اصل حقیقت اپنی جگہ برقرار ہو' ناجائز قسم کا حیلہ ہی ہے۔ محض نام یا صورت کی تبدیلی کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ اگر لوگ نئی نئی صورتیں ایجاد کرنے لگیں اور سود جیسی ناپاک چیز کے لیے حیلہ بازی پر اتر آئیں یا شراب کا کوئی خوبصورت نام رکھ کر پینا جائز کر لیں تو ایسی صورت میں ان کی حرمت اور گناہ میں کوئی فرق واقع نہ ہوگا۔ حدیث میں یہ پیشگی انتباہ موجود ہے کہ:

«لَيَسْتَحِلَّنَّ طَائِفَةٌ مِّنْ أُمَّتِي الْخَمْرَ يُسَمُّونَهَا بِغَيْرِ اِسْمِهَا». (مسند احمد: ج۵/ص۳۱۸)

''میری امت کا ایک گروہ شراب کا نام بدل کر اس کو حلال کر لے گا۔''

نیز آپ ﷺ نے فرمایا:

«يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ يَسْتَحِلُّونَ الرِّبَا بِاسْمِ الْبَيْعِ».

(اغاثۃ اللھفان: ج۱/ص۳۵۲)

''ایک زمانہ آئے گا جب لوگ سود کو بیع کے نام سے حلال کر لیں گے۔''

یہ زمانہ کی نیرنگیاں ہیں کہ لوگوں نے اخلاق سوز رقص کا نام ''فن'' رکھ دیا ہے اور شراب کو ''مشروباتِ روحیہ'' اور سود کو ''فائدہ'' کے نام سے موسوم کر بیٹھے ہیں۔

نیک نیتی حرام کو حلال نہیں کرتی:

یہ بات صحیح ہے کہ اسلام نے شرعی معاملات میں نیک ارادہ اور نیک نیتی کا اعتبار کیا ہے' جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰى».

(بخاری: ج۱/ص۲۱)

''اعمال میں اعتبار نیت کا ہے اور ہر شخص کے لیے وہی کچھ ہے جس کی اس نے نیت کی۔''

نیک نیتی کی بنا پر مباح اور عادات کے قبیل کے کام طاعت وتقرب کے کام بن جاتے ہیں۔ مثلاً جو شخص اس نیت سے کھانا کھاتا ہے کہ بقائے حیات اور تقویت بدن کے اس ذریعہ سے وہ اپنے رب کے عائد کردہ فرائض اور اپنی ملی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کے قابل ہو جائے گا تو اس کا کھانا اور پینا سب عبادت وتقرب ہے۔ اسی طرح جو شخص اپنی بیوی سے اولاد کے لیے یا پاکدامنی کی خاطر مباشرت کرتا ہے تو اس کا یہ فعل بھی عبادت ہی ہے جس پر وہ اجر کا مستحق ہے۔

نبی ﷺ کی حدیث ہے:

«وَفِي بِضْعِ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ». قَالُوا: أَيَأْتِي أَحَدُنَا شَهْوَتَهُ يَا رَسُولَ اللهِ وَيَكُونُ لَهُ فِيهَا أَجْرٌ؟ قَالَ: «أَلَيْسَ إِنْ وَضَعَهَا فِي حَرَامٍ كَانَ عَلَيْهِ وِزْرٌ؟ فَكَذٰلِكَ إِذَا وَضَعَهَا فِي حَلَالٍ كَانَ لَهُ أَجْرٌ». (بخاری ومسلم)

''تم میں سے کسی کا اپنی بیوی سے مباشرت کرنا بھی صدقہ ہے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' اے اللہ کے رسول! کوئی شخص اپنی شہوت پوری کرے گا اور اسے اجر بھی ملے گا؟ فرمایا ''اگر وہ حرام مباشرت کا مرتکب ہوتا تو کیا وہ گنہگار نہ ہوتا؟ اسی طرح وہ جائز مباشرت کرنے پر اجر کا مستحق ہے۔''

نیز حدیث میں آیا ہے:

«وَمَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَالًا تَعَفُّفًا عَنِ الْمَسْأَلَةِ وَسَعْيًا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عَلٰى عِيَالِهٖ وَتَعَطُّفًا عَلٰى جَارِهٖ لَقِيَ اللّٰهَ وَوَجْهُهٗ كَالْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ». (طبرانی)

''جو شخص دنیا کی جائز چیزوں کا طلب گار رہو اپنی خودداری کو باقی رکھنے' اپنے اہل وعیال کا نفقہ ادا کرنے اور اپنے پڑوسی پر مہربان ہونے کی غرض سے تو وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا ہوگا۔''

اس طرح ہر جائز کام جو مومن انجام دیتا ہے حُسنِ نیت کی بنا پر عبادت بن جاتا ہے۔ برعکس اس کے حرام' حرام ہی رہتا ہے خواہ اس کا ارتکاب کتنی ہی نیک نیتی کے ساتھ کیوں نہ کیا جائے' اور کتنا ہی اعلیٰ مقصد کیوں نہ پیش نظر ہو۔ اسلام کو یہ بات ہرگز پسند نہیں کہ ایک اعلیٰ مقصد کے حصول کا ذریعہ حرام کو بنایا جائے۔

اسلام میں مقصد کا اعلیٰ ہونا اور اس کے حصول کے ذرائع کا پاکیزہ ہونا دونوں ہی مطلوب ہیں۔ اسلامی شریعت اس قاعدہ کو ہرگز تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہے کہ ''مقصد ہر قسم کے ذریعہ کو جائز کر دیتا ہے۔'' اور نہ اس کے نزدیک یہ اصول ہی قابل قبول ہے کہ ''صحیح مقصد کے حصول کے لیے بہ کثرت غلط طریقے اختیار کرنا پڑتے ہیں۔'' برخلاف اس کے اسلام یہ ضروری قرار دیتا ہے کہ صحیح مقصد کے لیے صحیح طریقے ہی اختیار کیے جائیں۔

لہٰذا اگر کوئی شخص اس غرض سے سود' رشوت' حرام کھیل' جوا اور دیگر محظورات کے ذریعہ روپیہ کماتا ہے کہ وہ مسجد تعمیر کرے گا' یا رفاہی خدمت انجام دے گا تو مقصد کی یہ پاکیزگی حرمت کو رفع نہیں کرتی۔ کیوں کہ اسلام میں مقاصد اور نیتیں حرام پر اثر انداز نہیں ہوتیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اسی کی تعلیم دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

«اِنَّ اللّٰهَ طَيِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَيِّبًا، وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا اَمَرَ الْمُرْسَلِيْنَ فَقَالَ: ﴿يٰاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ وَقَالَ: ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ﴾ ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ يُطِيْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ يَمُدُّ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَآءِ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ؟ (مشکوۃ: ج۱/ص۲۴۱)

''اللہ پاک ہے اور پاک چیزوں ہی کو قبول فرماتا ہے' اہل ایمان کو اس نے اس بات کا حکم دیا ہے جس کا حکم اس نے اپنے رسولوں کو دیا۔ چنانچہ قرآن میں فرمایا: ''اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ تم جو کچھ کرتے ہو اس کا مجھے اچھی طرح علم ہے۔'' نیز فرمایا: ''اے ایمان والو! جو پاک چیزیں ہم نے تمہیں عطا کی ہیں انہیں کھاؤ۔'' پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک شخص طویل سفر طے کرتا ہے اس کا حال یہ ہے کہ بال پریشان ہیں' پاؤں غبار آلود ہیں اور اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر دعا کرتا ہے ''اے رب' اے رب'' لیکن اس کا کھانا حرام' پینا حرام' پوشش حرام' اور حرام کھا کر ہی وہ پلا ہے' تو ایسے شخص کی دعا کیونکر قبول ہوگی؟''

حدیث کا مطلب اور پیغام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مقدس اور پاک ہے اور وہ اسی صدقہ اور اسی نذر و نیاز کو قبول کرتا ہے جو پاک مال سے ہو۔ آگے فرمایا گیا ہے کہ حرام سے بچنے اور صرف حلال استعمال کرنے کا حکم وہ امر الٰہی ہے جو تمام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل ایمان کی طرح سب پیغمبروں کو بھی دیا گیا تھا۔ لہٰذا ہر مومن کو چاہیے کہ وہ اس حکم الٰہی کی عظمت واہمیت کو محسوس کرے اور ہمیشہ اس پر عمل پیرا رہے۔ اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی بیان فرمایا کہ حرام مال اتنا خبیث اور ایسا منحوس ہے کہ اگر کوئی آدمی سر سے پاؤں تک درویش اور قابل رحم فقیر بن کے کسی مقدس مقام پہ جا کے دعا کرے لیکن اس کا کھانا پینا اور لباس حرام مال سے ہو تو اس کی دعا قبول نہ ہوگی۔

جس جسم کی نشو ونما حرام مال سے ہوئی:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ وَكُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ كَانَتِ النَّارُ أَوْلَى بِهِ». (مشکوٰۃ: ج۱/ص۲۴۲)

''وہ گوشت اور وہ جسم جنت میں نہ جا سکے گا جس کی نشو ونما حرام مال سے ہوئی ہو۔ اور ہر ایسا گوشت اور جسم جو حرام مال سے پلا بڑھا ہے دوزخ اس کی زیادہ مستحق ہے۔''

اللہ کی پناہ! اس حدیث میں بڑی سخت وعید ہے۔ الفاظِ حدیث کا ظاہر مطلب یہی ہے کہ دنیا میں جو شخص حرام کمائی کی غذا سے پلا بڑھا ہو گا وہ جنت کے داخلہ سے محروم رہے گا اور دوزخ ہی اس کا ٹھکانہ ہو گا۔...... اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا ......شارحین حدیث نے قرآن وحدیث کے دوسرے نصوص کی روشنی میں اس کا مطلب یہ بیان فرمایا ہے کہ ایسا آدمی حرام خوری کی سزا پائے بغیر جنت میں نہ جا سکے گا۔ ہاں اگر وہ مومن ہو گا تو حرام کا عذاب بھگتنے کے بعد جنت میں جا سکے گا اور اگر مرنے سے پہلے اس کو صادق توبہ واستغفار نصیب ہو گیا یا کسی مقبول بندہ نے اس کی مغفرت کی دعا کی اور قبول ہو گئی یا خود رحمت الٰہی نے مغفرت کا فیصلہ فرما دیا تو عذاب کے بغیر بھی بخشا جا سکتا ہے۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَأَنْتَ خَيْرُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الرَّاحِمِيْنَ ○

آخری زمانہ میں حلال وحرام کی پروانہ ہوگی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ، مِنَ الْحِلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ». (بخاری: ج۲/ص۲۱۳)

''لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ آدمی کو اس کی پرواہ نہ ہوگی کہ وہ جو لے رہا ہے حلال ہے یا حرام' جائز ہے یا ناجائز۔''

حدیث کا مطلب بالکل ظاہر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس زمانہ کی اس حدیث میں خبر دی ہے بلاشبہ وہ آچکا' آج امت میں ان لوگوں میں بھی جو دیندار سمجھے جاتے ہیں' کتنے ہیں جو اپنے پاس آنے والے روپیہ پیسہ یا کھانے پہننے کی چیزوں کے بارہ میں یہ سوچنا اور تحقیق کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ جائز ہے یا ناجائز۔...... ہوسکتا ہے کہ آگے اس سے بھی زیادہ خراب زمانہ آنے والا ہو۔ (مسند رزین کی اسی حدیث کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ اس وقت ان لوگوں کی دعائیں قبول نہ ہوں گی۔)

حلال وحرام اور جائز وناجائز میں تمیز نہ کرنا' روح ایمانی کی موت ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سلسلہ کی تعلیمات وہدایات نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں اور ان کے دلوں پر کیا اثر ڈالا تھا اس کا اندازہ ان دو واقعات سے کیا جاسکتا ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ مروی ہے کہ ان کے ایک غلام نے کھانے کی کوئی چیز ان کی خدمت میں پیش کی' آپ رضی اللہ عنہ نے اس میں سے کچھ کھا لیا' اس کے بعد اس غلام نے بتلایا کہ یہ چیز مجھے اس طرح حاصل ہوئی کہ اسلام کے دور سے پہلے زمانہ جاہلیت میں ایک آدمی کو میں نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے کو کاہن ظاہر کر کے دھوکا دیا تھا اور اس کو کچھ بتلا دیا تھا۔ جیسے کہ کاہن لوگ بتلا دیا کرتے تھے' تو آج وہ آدمی ملا اور اس نے مجھے اس کے حساب میں کھانے کی یہ چیز دی۔...... حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے حلق میں اُنگلی ڈال کر قے کی اور جو کچھ پیٹ میں تھا سب نکال دیا۔

اسی طرح امام بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے کہ:

ایک دفعہ کسی شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں دودھ پیش کیا' آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو قبول فرما لیا اور پی لیا' آپ رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے پوچھا کہ دودھ تم کہاں سے لائے؟ اس نے بتلایا کہ فلاں گھاٹ کے پاس سے گذر رہا تھا' وہاں زکوٰۃ کے جانور اونٹنیاں' بکریاں وغیرہ تھیں' لوگ ان کا دودھ دوھ رہے تھے' انہوں نے مجھے بھی دیا' میں نے لے لیا' یہ وہی دودھ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب یہ بات معلوم ہوئی' تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرح حلق میں انگلی ڈال کے آپ رضی اللہ عنہ نے بھی قے کر دی اور اس دودھ کو اس طرح نکال دیا۔ (مشکوٰۃ)

ان دونوں واقعات میں ان دونوں بزرگوں نے جو کھایا یا پیا تھا' چونکہ لاعلمی اور بے خبری میں کھایا پیا تھا۔ اس لیے ہرگز گناہ نہ تھا' لیکن حرام غذا کے بارہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ ان حضرات نے سنا تھا' اس سے یہ اتنے خوف زدہ تھے کہ اس کو پیٹ سے نکال دینے کے بغیر چین نہ آیا۔ بیشک حقیقی تقویٰ یہی ہے۔

حرام میں مبتلا ہو جانے کے اندیشہ سے مشتبہات سے بچنا:

اللہ تعالیٰ کی یہ رحمت ہے کہ اس نے حلال و حرام کا معاملہ لوگوں پر مبہم نہیں رکھا' بلکہ حلال کو واضح کر دیا اور حرام کی تفصیل بیان کر دی۔

﴿وَقَدْ فَصَّلَ لَكُم مَّا حَرَّمَ عَلَيْكُمْ......﴾ (الانعام)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اس نے وہ چیزیں تفصیل سے بیان کر دی ہیں جو تم پر حرام کر دی ہیں۔''

لٰہذا جو چیز واضح طور پر حلال ہے اس کو اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جو چیز واضح طور پر حرام ہے اس کو غیر اضطراری حالت میں اختیار کرنے کی رخصت نہیں ہے۔ علاوہ ازیں ایک دائرہ واضح حلال اور واضح حرام کے درمیان مشتبہات کا بھی ہے۔ ایسے امور میں لوگ التباس محسوس کرنے لگتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ کبھی تو دلائل ہی غیر واضح ہوتے ہیں اور کبھی نص کو پیش آمدہ واقعہ پر منطبق کرنا سخت الجھن کا باعث بن جاتا ہے۔ اس قسم کے مشتبہ امور سے بچنے کا نام اسلام میں تورع ہے۔ یہ تورّع سدِّ ذریعہ کا کام دیتا ہے اور انسان کی صحیح ڈھنگ پر تربیت کرتا ہے' ورنہ اس بات کا اندیشہ ہوتا ہے کہ آدمی مشتبہات میں پڑ کر حرام کا ارتکاب نہ کر بیٹھے۔ یہ اصول نبی ﷺ کے اس ارشاد پر مبنی ہے:

«اَلْحَلَالُ بَيِّنٌ وَالْحَرَامُ بَيِّنٌ وَبَيْنَ ذٰلِكَ اُمُوْرٌ مُشْتَبِهَاتٌ، لَا يَدْرِيْ كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَ مِنَ الْحِلَالِ هِيَ اَمْ مِّنَ الْحَرَامِ، فَمَنْ تَرَكَهَا اِسْتِبْرَاً لِدِيْنِهٖ وَعِرْضِهٖ فَقَدْ سَلِمَ، وَمَنْ وَّاقَعَ شَيْئًا مِّنْهَا يُوْشَكُ اَنْ يُّوَاقِعَ الْحَرَامَ كَمَا اَنَّ مَنْ يَّرْعٰى حَوْلَ الْحِمٰى اَوْشَكَ اَنْ يُّوَاقِعَهٗ. اَلَا وَاِنَّ لِكُلِّ مَلِكٍ حِمًى اَلَا وَاِنَّ حِمَى اللّٰهِ مَحَارِمُهٗ». (بخاری: ج۱/ص۱۴۱)

''حلال واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ چیزیں مشتبہ ہیں جن کے بارے میں بہت سے لوگوں کو نہیں معلوم کہ آیا یہ حلال ہیں یا حرام۔ تو جو شخص اپنے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دین اور اپنی آبرو کو بچانے کے لیے ان سے احتراز کرے گا وہ سلامتی میں رہے گا۔ لیکن جو شخص ان میں سے کسی چیز میں مبتلا ہو گا تو اس کا حرام میں مبتلا ہونا بعید نہیں۔ جس طرح کوئی شخص اپنے جانور ممنوعہ چراگاہ کے اردگرد چراتا ہے تو ان کے اندر داخل ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ سنو! ہر بادشاہ کی ایک ممنوعہ چراگاہ ہوتی ہے' اور سنو! اللہ کی ممنوعہ چراگاہ اس کی حرام کردہ چیزیں ہیں۔''

حدیث کے پورے ذخیرہ میں چند حدیثیں وہ ہیں جن کو امت کے علماء اور فقہاء نے بہت اہم اور اصولی سمجھا ہے' انہی میں سے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کی روایت کی ہوئی یہ حدیث بھی ہے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں سب سے پہلے تو یہ فرمایا ہے کہ شریعت میں جو چیزیں اور جو معاملات صراحت کے ساتھ حلال یا حرام قرار دیئے گئے ہیں ان کا معاملہ تو صاف اور روشن ہے' لیکن ان کے علاوہ بہت سی چیزیں اور بہت سے معاملات ایسے ہیں جن کا جائز یا ناجائز ہونا کسی صریح دلیل سے معلوم نہ ہو سکے گا۔ بلکہ دونوں رایوں کی گنجائش ہو گی۔ مثلاً شریعت کے ایک اصول کی روشنی میں ان کو جائز اور کسی دوسرے اصول کی روشنی میں ناجائز قرار دیا جا سکے گا تو ایسی شبہ والی چیزوں اور ایسے معاملات کے بارہ میں بندۂ مومن کا طرز عمل یہ ہونا چاہئے کہ از راہ احتیاط وتقویٰ ان سے بھی پرہیز کرے' اسی میں دین وآبرو کی حفاظت ہے۔...... آگے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ...... ''جو شخص اسی مشتبہ چیزوں سے پرہیز کا اہتمام نہ کرے گا تو وہ بے احتیاطی کا عادی بن کر محرمات کا بھی مرتکب ہو جائے گا۔'' پھر اسی بات کو مثال سے سمجھاتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مثلاً جو چرواہا اپنے جانوروں کو اس سرکاری محفوظ علاقے کے قریب اور بالکل اس کی سرحد پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چرائے گا جس میں عوام کے لیے جانوروں کا چرانا جرم ہے تو بعید نہیں کہ اس کے جانور کسی وقت اس محفوظ علاقہ کی حدوٗد میں داخل ہو کر چرنے لگیں، پس جس طرح چرواہے کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے جانوروں کو سرکاری علاقہ سے دور ہی رکھے اور اس کے قریب بھی نہ جانے دے اسی طرح بندۂ مومن کو چاہئے کہ وہ مشتبہ چیزوں اور مشتبہ معاملات سے بھی پرہیز کرے، اس طرح وہ محرمات اور معصیات سے ہمیشہ محفوظ رہے گا۔ یہی مقام تقویٰ ہے۔

حرام مال کی نحوست اور بدانجامی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَكْسِبُ عَبْدٌ مَالَ حَرَامٍ فَيَتَصَدَّقُ مِنْهُ فَيُقْبَلُ مِنْهُ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيهِ وَلَا يَتْرُكُهُ خَلْفَ ظَهْرِهِ إِلَّا كَانَ زَادُهُ إِلَى النَّارِ، إِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْحُو السَّيِّءَ بِالسَّيِّءِ وَلٰكِنْ يَمْحُو السَّيِّءَ بِالْحَسَنِ إِنَّ الْخَبِيثَ لَا يَمْحُو الْخَبِيثَ»۔

(مسند احمد: ج ۱/ص ۳۸۷)

"ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی بندہ (کسی ناجائز طریقہ سے) حرام مال کمائے اور اس میں سے للہ صدقہ کرے، تو اس کا صدقہ قبول ہو۔ اور اس میں سے خرچ کرے تو اس میں (من جانب اللہ) برکت ہو۔ اور جو شخص حرام مال (مرنے کے بعد) پیچھے چھوڑ کے جائے گا تو وہ اس کے لیے جہنم کا توشہ ہی ہوگا۔..... یقیناً اللہ تعالیٰ بدی کو بدی سے نہیں مٹاتا، بلکہ بدی کو نیکی سے مٹاتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ گندگی، گندگی کو نہیں دھوسکتی۔"

حدیث کا حاصل اور مدعا یہ ہے کہ حرام مال سے کیا ہوا صدقہ قبول نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوتا اور حرام کمائی میں برکت نہیں ہوتی' اور جب کوئی آدمی ناجائز اور حرام طریقہ سے کمایا ہوا مال مرنے کے بعد وارثوں کے لیے چھوڑ گیا تو وہ آخرت میں اس کے لیے وبال ہی کا باعث ہوگا اس کو حرام کمانے کا بھی گناہ ہوگا اور وارثوں کو حرام کھلانے کا بھی۔...... حالانکہ وارثوں کے لیے حلال مال چھوڑ جانا ایک طرح کا صدقہ ہے اور اس پر یقیناً اجر وثواب ملنے والا ہے۔...... آگے فرمایا گیا ہے: «اِنَّ اللّٰهَ لَا يَمْحُوا السَّيِّءَ بِالسَّيِّءِ ......الخ». اس میں مال حرام کا صدقہ قبول نہ ہونے اور مرنے کے بعد باعث وبال ہونے کا سبب بیان فرمایا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صدقہ اگر صحیح اور پاک مال سے ہو تو وہ گناہوں کا کفارہ اور مغفرت کا وسیلہ بن جاتا ہے لیکن اگر حرام اور ناپاک مال سے صدقہ کیا گیا تو وہ نجس اور ناپاک ہے وہ گناہوں کی گندگی کو دھونے کی اور گناہوں کا کفارہ اور مغفرت کا وسیلہ بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا' جس طرح گندے اور ناپاک پانی سے ناپاک کپڑا پاک صاف نہیں کیا جا سکتا ہے۔ (معارف الحدیث)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالِ حلال کی برکات اور حرام کی نحوست

یہ بات خاص خیال رکھنے کے قابل ہے کہ انسان کے اعمال و اخلاق میں رزق حلال کو بہت بڑا دخل ہے۔ جس طرح صاف ستھری غذا سے جسمانی صحت برقرار رہتی ہے۔ اور اس سے جسم کی اچھی پرورش ہوتی ہے۔ اور گندی سڑی غذا سے جسمانی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح حلال اور پاکیزہ چیزوں کے کھانے سے اخلاقی صحت اور قوت بڑھتی ہے۔ اور دل میں ایک خاص نور پیدا ہوتا ہے۔ جس سے اس کا سینہ عبدیت والی زندگی کے لیے منشرح ہو جاتا ہے۔ اور آخرت کی فکر اور اللہ تعالیٰ کی لقاء اور جنت کا شوق اور اس کے لیے تیاری یہ ساری چیزیں اس کی زندگی میں ابھر جاتی ہیں۔ عبادت میں دل لگتا ہے اور گناہ سے دل گھبراتا ہے۔ نیز اکل حلال سے دعا قبول ہوتی ہے اور اخلاق فاضلہ کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔

حرام سے بچنے اور حلال کے حاصل کرنے کے لیے قرآن کریم نے مختلف مقامات میں مختلف عنوانات سے تاکیدیں فرمائیں ہیں' ایک آیت میں اس کی طرف بھی اشارہ کیا ہے کہ انسان کے اعمال و اخلاق میں بہت بڑا دخل حلال کھانے کو ہے' اگر اس کا کھانا پینا حلال نہیں تو اس سے اخلاقِ حمیدہ اور اعمالِ صالحہ کا صدور مشکل ہے' ارشاد ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صٰلِحًا اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾

یعنی ''اے گروہ انبیاء! حلال اور پاک چیزیں کھاؤ' اور نیک عمل کرو' میں تمہارے اعمال کی حقیقت سے واقف ہوں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں حلال کھانے کے ساتھ عمل صالح کا حکم فرما کر اشارہ کر دیا ہے کہ اعمالِ صالحہ کا صدور جب ہی ہو سکتا ہے جبکہ انسان کا کھانا پینا حلال ہو اور آپ ﷺ نے ایک حدیث میں یہ بھی واضح فرما دیا کہ اس آیت میں اگرچہ خطاب انبیاء علیہم السلام کو ہے' مگر یہ حکم کچھ انہیں کے ساتھ مخصوص نہیں' بلکہ سب مسلمان اس کے مامور ہیں' اس حدیث کے آخر میں آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ حرام مال کھانے والے کی دعاء قبول نہیں ہوتی' بہت سے آدمی عبادت وغیرہ میں مشقت اٹھاتے ہیں' پھر اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ دعاء کے لیے پھیلاتے ہیں' اور یارب یارب پکارتے ہیں' مگر کھانا ان کا حرام' پینا ان کا حرام' لباس ان کا حرام ہے تو ان کی یہ دعاء کہاں قبول ہو سکتی ہے۔

رسولِ کریم ﷺ کی تعلیمات کا ایک بہت بڑا حصہ اسی کام کے لیے وقف رہا ہے کہ امت کو حرام سے بچانے اور حلال کے استعمال کرنے کی ہدایتیں دیں۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ:

''جس شخص نے حلال کھایا او سنت کے مطابق عمل کیا اور لوگ اس کی ایذاؤں سے محفوظ رہے' وہ جنت میں جائے گا۔'' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا' یارسول اللہ! آج کل تو یہ حالات آپ کی امت میں عام ہیں' بیشتر مسلمان ان کے پابند ہیں' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! آئندہ بھی ہر زمانہ میں ایسے لوگ رہیں گے جو ان احکام کے پابند ہوں گے۔'' (ترمذی)

ایک دوسری حدیث میں ارشاد ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ:

www.KitaboSunnat.com

''چار خصلتیں ایسی ہیں جب وہ تمہارے اندر موجود ہوں تو پھر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا میں کچھ بھی حاصل نہ ہو تو تمہارے لیے کافی ہیں' وہ چار خصلتیں یہ ہیں کہ ① امانت کی حفاظت' ② سچ بولنا' ③ حسن خلق' ④ کھانے میں حلال کا اہتمام۔''

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ: میرے لیے یہ دعا فرما دیجئے کہ میں مقبول الدعاء ہو جاؤں' جو دعاء کیا کروں قبول ہوا کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے سعد! اپنا کھانا حلال اور پاک بنا لو' مستجاب الدعوات ہو جاؤ گے' اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے' بندہ جب اپنے پیٹ میں حرام لقمہ ڈالتا ہے تو چالیس روز تک اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا' اور جس شخص کا گوشت حرام مال سے بنا ہو اس گوشت کے لیے تو جہنم کی آگ ہی لائق ہے۔''

نیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ اَكَلَ الْحَلَالَ اَرْبَعِيْنَ صَبَاحًا نَوَّرَ اللّٰهُ قَلْبَهٗ وَاَجْرٰى يُنَابِيْعَ الْحِكْمَةِ عَلٰى لِسَانِهٖ وَمَنْ سَعٰى عَلٰى عِيَالِهٖ مِنْ حِلِّهٖ كَانَ الْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ». (شرح اربعین للسرخسی مالکی)

''جو شخص متواتر چالیس روز رزقِ حلال کھائے (جس میں ذرہ بھی حرام کی آمیزش نہ ہو) تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو منور کر دیتا ہے۔ اور اس کی زبان سے حکمت کے چشمے جاری فرما دیتا ہے اور اپنے اہل و عیال کے لیے حلال روزی کی تلاش کرنے والا مجاہد فی سبیل اللہ کے برابر ہے۔''

یعنی اکل حلال کا اس دنیا میں نقد صلہ یہ ملتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے قلوب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو منور فرما دیتے ہیں، جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان کی زبانوں سے حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔ علامہ اقبال مرحوم جاوید نامہ میں لکھتے ہیں:

سرِّ دین صدقِ مقال اکلِ حلال — خلوت وجلوت تماشائے جمال
علم وحکمت زاید از نانِ حلال — عشق ورقت آید از نان حلال

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ کوئی بندہ اس وقت تک مسلمان نہیں ہوتا جب تک اس کا قلب اور زبان مسلم نہ ہو جائے، اور جب تک اس کے پڑوسی اس کی ایذاؤں سے محفوظ نہ ہو جائیں، اور جب کوئی بندہ مالِ حرام کماتا ہے پھر اس کو صدقہ کرتا ہے تو وہ قبول نہیں ہوتا، اور اگر اس میں سے خرچ کرتا ہے تو برکت نہیں ہوتی، اور اگر اس کو اپنے وارثوں کے لیے چھوڑ جاتا ہے تو وہ جہنم کی طرف جانے کے لیے اس کا توشہ ہوتا ہے، بیشک اللہ تعالیٰ بری چیز سے برے عمل کو نہیں دھوتے، ہاں اچھے عمل سے برے عمل کو دھو دیتے ہیں۔''

محشر میں ہر انسان سے پانچ اہم سوالات:

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَا تَزَالُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْأَلُ عَنْ أَرْبَعٍ عَنْ عُمْرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ وَعَنْ شَبَابِهِ فِيمَا أَبْلَاهُ وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اِكْتَسَبَهُ وَفِيمَا أَنْفَقَهُ وَعَنْ عِلْمِهِ مَاذَا عَمِلَ فِيهِ». (تاریخ بغداد: ج۱۱ص۴۴۲)

''قیامت کے روز محشر میں کوئی بندہ اپنی جگہ سے سرک نہ سکے گا، جب تک اس سے چار سوالوں کا جواب نہ لیا جائے، ایک یہ کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس نے اپنی عمر کس کام میں فنا کی' دوسرے یہ کہ اپنی جوانی کس شغل میں برباد کی' تیسرے یہ کہ اپنا مال کہاں سے کمایا' اور کہاں خرچ کیا' اور چوتھی یہ کہ اپنے علم پر کہاں تک عمل کیا۔"

اکلِ حلال سے نورانیت پیدا ہونے کا ایک واقعہ:

بعض کتب میں حضرت امام شافعیؒ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ آپ ایک دفعہ حضرت امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں تشریف لے گئے۔ امام احمدؒ نے اپنی صاحبزادی سے فرمایا کہ یہ میرے استاد ہیں۔ علم وفضل' تقویٰ و پارسائی اور اتباعِ سنت میں یکتائے روزگار ہیں۔ صاحبزادی نے نہایت عمدہ کھانے تیار کر کے حضرت امام شافعیؒ کی خدمت میں بطور ضیافت بوقت شام پیش کیے۔ آپ نے خوب شکم سیر ہوکر کھانا تناول فرمایا۔ نیز صاحبزادی نے نماز تہجد کے لیے ایک لوٹا پانی کا بھر کر رات کو امام شافعیؒ کے پاس رکھ دیا۔ تاکہ آپ کو اس وقت تکلیف نہ ہو۔ مگر بایں ہمہ صاحبزادی آپ کی عبادت اور معمولات شب کا جائزہ لیتی رہی۔ صبح کو جب صاحبزادی نے لوٹے کو بھرا ہوا پایا تو والد ماجد کی خدمت میں حضرت امام شافعیؒ کے متعلق اپنے یہ شبہات پیش کیے۔ ایک تو انہوں نے خلافِ سنت نہایت پر شکم ہو کر کھایا۔ اور دوسری بات کہ نماز تہجد کے لیے بھی نہ اٹھے اور پانی کا لوٹا بدستور بھرا رکھا رہا۔ اور تیسری بات کہ بلا تجدید وضو نماز صبح پڑھنے کے لیے آپ کے ساتھ مسجد کو تشریف لے گئے۔ چنانچہ امام احمدؒ نے صاحبزادی کے یہ شبہات آپ کی خدمت میں پیش کر دیے۔

امام شافعیؒ نے فرمایا کہ صاحبزادی بھی اپنے قول میں سچی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حدیث نبوی ﷺ میں وارد ہے کہ حلال کھانے سے نورانیت بڑھتی ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ تمہارے گھر کا کھانا سب سے زیادہ حلال وطیب ہے۔ اس لیے میں نے زیادہ کھانے کی کوشش کی تا کہ نورانیت بڑھے۔ اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رات کو سوتے وقت مجھے ایک حدیث یاد آ گئی تھی تو اس سے میں نے مسائل مستنبط کرنے شروع کیے، حتی کہ جب صبح کی اذان ہو رہی تھی تو میں سو مسئلے مستنبط کر چکا تھا۔ اور میرا وضو بھی بدستور قائم تھا۔ اس لیے نماز صبح کے لیے تجدید وضو کی ضرورت پیدا نہ ہوئی۔ اور میں نے آپ کے ساتھ جا کر مسجد میں نماز ادا کی۔

امام احمدؒ نے اپنی صاحبزادی سے یہ حقیقت بیان کرتے ہوئے فرمایا، بیٹی! ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے دوسرے ہی کام کے لیے پیدا کیا ہے، ان کی ظاہری حالت دیکھ کر فی الفور اعتراض نہ کرنا چاہیے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رشوت

لغوی معنی:

رشوت: عربی لفظ ہے اور یہ رشاء سے ماخوذ ہے۔ رشاء اس رسی کو کہتے ہیں جس سے پانی نکالا جائے۔ رشوت دینے والا رشوت کے ذریعہ اپنا کام نکالتا ہے۔ یہ تو اس کی لغوی تحقیق ہے۔

اصطلاحی معنی:

شریعت اسلامیہ میں رشوت کی تعریف یہ ہے:

«اَلرِّشْوَةُ بِالْكَسْرِ مَا يُعْطِيهِ الشَّخْصُ لِلْحَاكِمِ وَغَيْرِهٖ لِيَحْكُمَ لَهٗ أَوْ يَحْمِلَهٗ عَلٰى مَا يُرِيدُ وَجَمْعُهَا رِشًى مِثْلُ سِدْرَةٍ وَّسِدْرٍ». (الاکلیل علی مدارک التنزیل:۱۸۹)

''رشوت وہ چیز ہے جو اپنے حق میں فیصلہ لینے کے لیے یا اپنے موافق کرنے کے لیے کسی حاکم وغیرہ کو پیش کی جائے۔''

«اَلرِّشْوَةُ هِيَ مَا يُدْفَعُ مِنْ مَّالٍ اِلٰى ذِي سُلْطَانٍ أَوْ وَظِيفَةٍ عَامَّةٍ لِّيَحْكُمَ لَهٗ أَوْ عَلٰى خَصْمِهٖ بِمَا يُرِيدُ هُوَ أَوْ يُنْجِزَ لَهٗ عَمَلًا أَوْ يُؤَخِّرَ لِغَرِيمِهٖ عَمَلًا وَهَلُمَّ جَرًّا».

(الحلال والحرام فی الاسلام: ص ۳۲۰)

''رشوت وہ چیز ہے جو کسی حکمران یا سرکاری ملازم کو اس بنا پر پیش کی جائے تاکہ وہ اس کے حق میں فیصلہ کرے یا اس کی منشا کے مطابق اس کے مخالف کے خلاف ڈگری کر دے۔ یا اس کے کام کو فورا پورا کرے۔ یا اس کے قرضخواہ (مخالف فریق) کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معاملہ کو لیٹ کردے' وغیرہ۔

«اَلرِّشْوَةُ مَا يُعْطٰى لِإِبْطَالِ حَقٍّ اَوْ لِاِحْقَاقِ بَاطِلٍ».

(التاج: ج۳/ص۵۶)

''رشوت وہ چیز ہے جو کسی حق کے باطل کرنے یا کسی ناحق کو حق ثابت کرنے کے لیے دی جائے۔''

علامہ سید سلیمان ندویؒ رشوت کی تعریف کرتے ہوئے ''مجمع البحار'' کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ:

''رشوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی اپنی باطل غرض اور ناحق مطالبہ کو پورا کرنے کے لے کسی ذی اختیار یا کارپرداز شخص کو کچھ دے کر اپنے موافق کرلے۔'' (سیرت النبی: ج۶/ص۱۰۷)

مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ ''معارف القرآن (۱۵۱/۳) میں فرماتے ہیں:

''رشوت کی شرعی تعریف یہ ہے کہ جس کا معاوضہ لینا شرعاً درست نہ ہو مثلاً جو کام کسی شخص کے فرائض میں داخل ہے اور اس کا پورا کرنا اس کے ذمہ لازم ہو' اس پر کسی فریق سے معاوضہ لینا جیسے حکومت کے افسر اور کلرک سرکاری ملازمت کی رو سے اپنے فرائض ادا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ وہ صاحب معاملہ سے کچھ لیں تو یہ رشوت ہے۔ یا لڑکی کے ماں باپ اس کی شادی کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ کسی سے اس کا معاوضہ نہیں لے سکتے۔ وہ جس کو رشتہ دیں اس سے کچھ معاوضہ لیں تو وہ رشوت ہے۔''

آج کل راشی کا اطلاق تقریر وتحریر میں رشوت لینے والے پر کیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ اطلاق لغتہً غلط ہے۔

راشی: رشوت دینے والے کو کہتے ہیں۔ اَلرَّاشِیْ هُوَ الَّذِیْ يَبْذُلُ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْمَالَ لِيَتَوَصَّلَ بِهِ اِلَى الْبَاطِلِ. (سبل السلام: ج۴/ص۱۲۵)

وَقَالَ الشَّوْكَانِيُّ: اَلرَّاشِي هُوَ دَافِعُ الرِّشْوَةِ.

(ما يجب في القضاء على القاضي، للنواب صديق الحسن: ص ۳۹)

مرتشی: رشوت لینے والے کو کہتے۔ وَالْمُرْتَشِي اٰخِذُ الرِّشْوَةَ.

(سبل السلام)

وَالْمُرْتَشِي اَلْقَابِضُ لَهَا. (ظفر اللاضی)

رائش: رشوت کا معاملہ طے کرنے والا۔ یعنی درمیان میں دلالی کرنے والے کو کہتے ہیں۔ اَلرَّائِشُ هُوَ الَّذِي يَمْشِي بَيْنَهُمَا وَهُوَ السَّفِيرُ بَيْنَ الدَّافِعِ وَالْاٰخِذِ. (سبل السلام شرح بلوغ المرام: ج۴/ص۱۲۴، اسلام اور رشوت)

رشوت لینا یہودیوں کی خصلت ہے:

اللہ تعالیٰ نے سورۂ مائدہ میں یہود کی کئی بری خصلتیں بیان فرمائی ہیں، ان میں سے ایک رشوت لینا بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿اَكّٰلُوْنَ لِلسُّحْتِ﴾ یعنی یہ لوگ سُحت کھانے کے عادی ہیں۔ سُحت کے لفظی معنی کسی چیز کو جڑ بنیاد سے کھود کر برباد کرنے کے ہیں۔ اسی معنی میں قرآن کریم نے فرمایا: ﴿فَيُسْحِتَكُمْ بِعَذَابٍ﴾ یعنی اگر تم اپنی حرکت سے باز نہ آؤ گے تو اللہ تعالیٰ اپنی عذاب سے تمہارا استیصال کر دے گا، یعنی تمہاری جڑ بنیاد ختم کر دی جائے گی، قرآن مجید میں اس جگہ لفظ سُحت سے مراد رشوت ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ ابراہیم نخعیؒ، حسن بصریؒ، مجاہدؒ، قتادہؒ، ضحاکؒ وغیرہ ائمہ تفسیر نے اس کی تفسیر رشوت سے کی ہے۔

رشوت کو سُحت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ نہ صرف لینے دینے والوں کو برباد کرتی ہے بلکہ پورے ملک وملت کی جڑ، بنیاد اور امن عامہ کو تباہ کرنے والی ہے، جس ملک یا جس محکمہ میں رشوت چل جائے وہاں قانون معطل ہو کر رہ جاتا ہے،

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قانون ملک ہی وہ چیز ہے جس سے ملک وملت کا امن برقرار رکھا جاتا ہے' وہ معطل ہو گیا تو نہ کسی کی جان محفوظ رہتی ہے نہ آبرو نہ مال' اس لیے شریعت اسلام میں اس کو سُحت فرما کر اشد حرام قرار دیا ہے' اور اس کے دروازہ کو بند کرنے کے لیے امراء وحکام کو جو ہدیے اور تحفے پیش کئے جاتے ہیں ان کو بھی صحیح حدیث میں رشوت قرار دیکر حرام کر دیا گیا ہے۔ (جصاص)

اور ایک حدیث میں رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

''اللہ تعالیٰ رشوت لینے والے اور دینے والے پر لعنت کرتے ہیں اور اس شخص کے بھی جو ان دونوں کے درمیان دلال اور واسطہ بنے۔'' (جصاص)

رشوت کی تعریف شرعی یہ ہے کہ جس کا معاوضہ لینا شرعاً درست نہ ہو اس کا معاوضہ لیا جائے۔ مثلاً جو کام کسی شخص کے فرائض میں داخل ہو اور اس کا پورا کرنا اس کے ذمہ لازم ہو اس پر کسی فریق سے معاوضہ لینا جیسے حکومت کے افسر اور کلرک' سرکاری ملازمت کی رُو سے اپنے فرائض ادا کرنے کے ذمہ دار ہیں' وہ صاحب معاملہ سے کچھ لیں تو یہ رشوت ہو' یا لڑکی کے ماں باپ اس کی شادی کرنے کے ذمہ دار ہیں' کسی سے اس کا معاوضہ نہیں لے سکتے۔ وہ جس کو رشتہ دیں اس سے کچھ معاوضہ لیں تو وہ رشوت ہے' یا صوم وصلوٰۃ اور حج وتلاوتِ قرآن عبادات ہیں جو مسلمان کے ذمہ ہیں' ان پر کسی سے کوئی معاوضہ لیا جائے تو وہ رشوت ہے۔

پھر جو شخص رشوت لے کر کسی کا کام حق کے مطابق کرتا ہے وہ رشوت لینے کا گنہگار ہے' اور یہ مال اس کے لیے سُحت اور حرام ہے' اور اگر رشوت کی وجہ سے حق کے خلاف کام کیا تو یہ دوسرا اشد ید جرم ہے' حق تلفی اور حکم خداوندی کو بدل دینے کا گناہ اس کے علاوہ ہو گیا' اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس سے بچائے۔ (معارف القرآن)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مالِ حرام سے ہمیشہ کے لیے بچو:

تفسیر معالم القرآن میں آیت ﴿وَلَا تَأْكُلُوْا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ﴾ کے تحت لکھا ہے:

روزے کے حکم سے پہلے عزیزوں اور رشتہ داروں کے اموال کا تذکرہ تھا' اب روزوں کے احکام ہونے پر بھی مالیاتی حقوق کے ہڑپ کرنے کی ممانعت آتی ہے۔ مالیاتی مسائل کے درمیان روزے کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ اس سے اسلام میں' روزے کا مقام واضح ہو جاتا ہے کہ اس عبادت کا اصل مقصود حرص وطمع' بخل اور لالچ اور اس قبیل کی دوسرے رذائل پر قابو پانا ہے۔ ان پر قابو پانے ہی سے انسان میں وہ تقویٰ پیدا ہوتا ہے جو حقوق ومعاملات میں انسان کو عدل پسند اور محتاط بناتا ہے۔ روزے کے آغاز میں بھی ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ فرمایا اور انجام میں بھی ﴿لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ﴾ فرمایا' گویا روزے کے ذریعے پوری زندگی میں ہر قسم کی برائی سے بچنے کی مشق کرائی جا رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ روزہ چند گھنٹوں کے لیے حلال سے بچنے کا نام ہے۔ یہاں اس آیت کے ذریعے اشارہ کر دیا ہے کہ چند گھنٹے حلال روزی سے بچنا کچھ سودمند نہیں ہوسکتا۔ اگر ایک شخص بندوں کے حقوق سے بے پروا ہے اور مال حرام سے اپنے آپ کو نہیں روک سکتا۔ نیکی صرف یہی نہیں ہے کہ چند گھنٹوں کے لیے تم نے حلال غذا چھوڑ دی۔ نیکی کی راہ یہ ہے کہ ہمیشہ کے لیے حرام غذا چھوڑ دو۔

ہمیں چاہیے کہ معاملے کے اس پہلو پر بھی نظر ڈالیں کہ کیا وجہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ روزے کے بیان سے پہلے تو حقداروں کے لیے وصیت کرنے اور وصیت میں عدل و انصاف کی ہدایت کی' اور روزے کے بیان کے بعد رشوت کے ذریعے حکام کو خریدنے اور اسے دوسروں کے حقوق کے غصب کرنے کا ذریعہ بنانے کی ممانعت فرمائی۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح ایمان باللہ کی ساری قدر و قیمت اس وقت ہے جب اس میں شرک کی آمیزش نہ ہو۔ اسی طرح طاعت و عبادت کی ساری افادیت اس وقت ہے جب ضمیر میں وہ احساس ہو جس کی بنا پر ہر کام میں اللہ کے حکم کے مطابق عمل کرنے کی شدید رغبت اور اس کی مخالفت سے شدید نفرت ہو۔ اسی کیفیت کا نام تقویٰ ہے۔ اسی کو دوسرے لفظوں میں آپ یوں کہہ سکتے ہیں کہ عبادت کی ساری افادیت اسی وقت تک ہے جب تک پوری زندگی میں قانون الٰہی کے نفاذ کے لیے دیانتدار حکام موجود ہیں اور معاشرہ حرام کاری' حرام خوری سے پاک ہے جہاں معاشرے میں رذائل رواج پاتے ہیں' بس عبادت کی افادیت کا جنازہ نکل جاتا ہے۔

''اور تم آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔''

روزے سے طہارت نفس مقصود تھی۔ اب تطہیر اموال کے بارے میں حکم ہو رہا ہے۔ اور معلوم ہو گیا کہ مال حلال تو صرف روزے میں چند گھنٹے کھانا منع ہے اور مال حرام سے روزہ مدت العمر کے لیے ہے۔ اس کے لیے کوئی حد نہیں جیسے چوری' خیانت یا دغا بازی یا رشوت یا زبردستی یا قمار یا ناجائز کاروبار یا سود' ان

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذریعوں سے مال کمانا بالکل حرام اور ناجائز ہے۔

اکل اموال سے صرف کھانا مراد نہیں ہے بلکہ مال کا ناجائز استعمال اور اسے اپنے تصرف میں لے آنا مراد ہے اردو میں ایسے موقع پر روپیہ کھانا' ہڑپ کرنا اور ہضم کرنا بولتے ہیں۔ باطل سے ہر ناجائز طریق جو عدل وانصاف' قانون' عرف اور سچائی کے خلاف ہو مراد ہے۔ اس کے تحت جھوٹ' خیانت' غصب' رشوت' سود' سٹہ' جوا' چوری اور معاملات کی وہ ساری قسمیں آتی ہیں جن کو اسلام نے ناجائز قرار دیا ہے۔

رشوت کا بنیادی سبب:

معاشرے کا ہر باشعور فرد یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ موجودہ دور میں معیار زندگی مادی ہے۔ جبکہ ماضی میں معیار زندگی اخلاقی تھا۔ یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ فی زمانہ جس کے پاس مال ودولت' سیم وزر اور مادی وسائل جسقدر زیادہ ہوں' اتنا ہی وہ شریف اور قابل عزت سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے تمام انبیاء کرام نے معیار شرافت وفضیلت اخلاق کو قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان کی سچی تعلیمات نے سوسائٹی اور معاشرے کو ایثار کی روح اور قربانی کے جذبے سے سرشار کر دیا۔ انہوں نے بنی نوع انساں کو ایسی سچی ہمدردی کا درس دیا کہ وہ دوسروں کے دکھ اور تکلیف کو اپنی مصیبت اور پریشانی سمجھتے ہوئے رنج وغم میں ان کا ہاتھ بٹاتے۔ اور ہر ممکن طریقہ سے ایک دوسرے کی مدد کرنا اپنا فرض خیال کرتے تھے۔ اس کی بہترین مثال آنخضرت ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مبارک دور ہے۔ جبکہ ہر مسلمان کا زاویہ نگاہ ذاتی مفادات سے کہیں بلند وبالا ہوتا تھا۔ اور ایک مسلمان اپنے مسلمان بھائی کو راحت میں دیکھنا پسند کرتا تھا۔ مگر آج مسلمان قوم نے آنخضرت ﷺ کی تعلیمات کو بالائے طاق رکھ دیا ہے اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اب اخلاق کی بجائے دولت وثروت معیار شرافت قرار پایا ہے۔ مگر اعتدال وتوازن کی راہ حضور اکرم ﷺ نے ہی بتلائی ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

«من نظر في دينه الى من هو فوقه فاقتدى به ونظر في دنياه الىٰ من هو دونه فحمد الله على ما فضله الله عليه كتبه الله شاكرا وصابرا ومن نظر في دينه الى من هو دونه ونظر في دنياه الى من هو فوقه فاسف على ما فاته منه لم يكتبه الله شاكرا ولا صابرا».

''جس نے اپنے دین کے معاملہ میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھا' پھر اس کی پیروی کی۔ اور دنیا کے معاملہ میں اپنے سے کم تر کو دیکھا' پھر اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے فضل پر اس کا شکر ادا کیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں صابر وشاکر لکھا جائے گا۔ اس کے برعکس جس نے دین کے معاملہ میں اپنے سے کمتر اور دنیا کے معاملہ میں اپنے سے اونچے کو دیکھا اور اس کمی پر افسوس کیا۔ وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نہ صابر لکھا جائے گا نہ شاکر۔''

مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ دولت دین کے معاملے میں اپنے سے اونچے اور اعلیٰ کو دیکھے۔ تاکہ دولتِ دین کمانے کی حرص زیادہ پیدا ہو۔ اور وہ اعلیٰ درجے کا دیندار بن جائے۔ اور دولت دنیا کے بارے میں ہمیشہ اپنے سے کم درجے کے لوگوں کی طرف دیکھے۔ تاکہ جتنا کچھ بھی اللہ تعالیٰ نے اسے دیا ہے اس پر وہ اس کا شکر بجا لائے۔ اور یہ بدیہی بات ہے کہ ایسا کرنے سے بے ساختہ اس کی زبان سے کلمہ شکر صادر ہوگا۔ مگر آج دولت مند بننے کی ریس ہے۔ اور معیار زندگی کو بلند کرنے کے لیے معاشرے میں حرص اور لالچ جنوں کے درجہ کو پہنچ چکی ہے۔ نتیجۃً انسان کو اپنے تن ومن کا بھی ہوش نہیں رہا' اصل میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مادی دنیا کے اندر جو چیز جتنی گراں ہوتی ہے وہ اتنی ہی عمدہ اور قیمتی سمجھی جاتی ہے۔ اور دور حاضر کی ہوشربا گرانی اسی معیار زندگی کو بلند کرنے کا پہلا ثمرہ اور نتیجہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ گرانی اس وقت قابل برداشت ہوسکتی ہے جبکہ دوسری طرف وسائل آمدن بھی کثیر ہوں۔ یعنی دولت کی فراوانی ہوتو ہر مہنگی چیز بھی سستی معلوم ہوتی ہے۔

مگر ہوا یہ کہ معیار زندگی تو بڑھا دیا گیا' لیکن معیار آمدن نہ بڑھ سکا۔ اس افراط وتفریط کی خلیج کو پاٹنے اور وسائل آمدن کو بڑھانے کے لیے رشوت' خیانت' غبن' جوا' سود' چور بازاری' ذخیرہ اندازی اور حصول دولت کی دیگر مجرمانہ راہیں اختیار کی جانے لگیں۔ کیونکہ غیر محدود تقاضوں اور بے شمار فرمائشوں کی تکمیل غیر قانونی ذرائع آمدن کے بغیر ناممکن تھی' معیار زندگی تو بڑھ گیا' مگر اس مجرمانہ ذہنیت کی بدولت لوگوں کی جیبوں کو خالی کرنا بہت بڑا ہنر تصور کیا جانے لگا۔ اور نہایت ہی برے ہیں وہ ایام کہ جن میں رشوت کو اللہ کے فضل سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

آج کوئی شخص اپنی غرض اور مطلب کے بغیر کسی دوسرے کے کام نہیں آتا۔ دفتروں میں ایک طوفان ہے' منڈیوں اور مارکیٹوں میں قیامت کا منظر ہے۔ گویا کہ ہر فرد جونک کی طرح ایک دوسرے کا خون چوسنے کے درپے ہے' حقدار کو اپنا حق لینے کے لیے رشوت جیسی قبیح چیز کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ کیونکہ وہ اسی میں اپنی کامیابی تصور کرتا ہے۔ (اسلام اور رشوت: ص ۴۹-۵۱)

اللہ کے خوف کے بغیر انسداد رشوت ناممکن ہے:

اسلام میں جرائم کے انسداد کے لیے صرف قانون وضع کردینا ناکافی سمجھا گیا ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ ذہنیت اور معاشرت کی تبدیلی پر بھی زور دیا گیا ہے۔ اور انسانی کے ضمیر پر ایک طاقت کا دباؤ ڈالا گیا ہے جو حاضر وغائب اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے دل پر یکساں مستولی رہے۔اسی لیے قرآن کریم میں بہت سے مقامات میں آئین وضوابط کا تذکرہ فرما کر یا تو "اتقوا اللّٰہ" کا لفظ فرما دیا گیا ہے۔ یا یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ جو کچھ تم کہتے ہو یا کرتے ہو وہ پوشیدہ ہو یا اعلانیہ ان میں سے کوئی بات ہمارے علم سے باہر نہیں رہتی۔ وہ براہ راست بھی ہم سنتے اور جانتے ہیں۔ اور ہماری سی آئی ڈی کے دو فرشتے تمہاری ایک ایک حرکت اور سکون کو ضبط تحریر میں لاتے رہتے ہیں۔ اور اس سے آگے بڑھ کر تمہارے اچھے برے افعال خود تمہارے اعضاء میں ایسے اثرات چھوڑ جاتے ہیں جو دنیا میں زبان حال سے اور آخرت میں زبان قال سے ان پر شاہد ہوں گے۔ آج بھی ایک پولیس افسر ایک مشتبہ آدمی کو دور سے دیکھ کر یہ تاڑ لیتا ہے کہ فلاں مال کی چوری اسی نے کی ہے۔ اور صرف اپنے تجربہ اور قیافہ شناسی سے اس کو گرفتار کر لیتا ہے۔ اس کا مطلب یہی تو ہے کہ اس کی چوری کے اثرات کچھ نہ کچھ اس کے جسم اور چہرے سے نمایاں ہونے لگتے ہیں۔ تو پھر آپ کو اسی طرح انسان کے دوسرے افعال کی شہادت میں آخرت کے دن شبہ کرنے کی وجہ کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور رشوت کھانے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ اور شریعت میں لعنت وہ آخری لفظ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سب سے بڑھ کر راندۂ درگاہ کے لیے یعنی ابلیس، شیطان کے لیے استعمال فرمایا ہے۔ اور یہی لفظ رشوت کے معاملے میں استعمال فرمایا ہے۔ اب اگر کسی کے دل پر اس آخری لفظ کا کوئی اثر نہیں پڑھ سکتا تو پھر وہ صرف قانون سے کیا متاثر ہوسکتا ہے۔ حکومتیں یہاں کتنا غلط قدم اُٹھاتی ہیں کہ خود حکام کی رشوت کی تحقیق کے لیے ایک دوسرا محکمہ قائم کرتی ہیں، جس کا عنوان "انٹی کرپشن" (Anti-Corruption) اس کا حاصل عوام کے حق میں صرف یہ نکلتا ہے کہ پہلے جو رشوت ایک جگہ دی جاتی تھی اب دو جگہ دینی پڑتی ہے۔ اور یہ کوئی نہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوچتا کہ اگر انٹی کرپشن کے افسران قابل اعتماد ہیں تو انہی کو اصل حاکم کیوں مقرر نہیں کیا جاتا۔ اس محکمہ کی وجہ سے پہلے افسران کے اوپر فطرتاً یہ اثر پڑتا ہے کہ جب ہم حکومت کی نظر میں یوں بھی رشوت خور ہو سکتے ہیں۔ پھر کیوں ہم رشوت لینا شروع نہ کردیں۔ یعنی ان کی ذہنیت خود بخود مجرمانہ بن جاتی ہے۔

سننے میں آیا ہے کہ جب رشوت کی سزا اور تحقیق میں زیادہ شدت ہونے لگتی ہے تو رشوت خور افسران یہ کہہ کر رشوت کا بھاؤ اور گراں کر دیتے ہیں کہ بھائی اب تو رشوت لینا بڑا خطرہ مول لینا ہے۔ اس لیے سو کے بجائے ہزار دلواؤ تو کام ہو۔ اس لیے لازم ہے کہ جب تک ہماری ذہنیت تبدیل نہ ہو۔ اور ہمارے معاشرہ میں تبدیلی پیدا نہ ہو۔ اس وقت تک جرائم کا انسداد ناممکن ہے۔ انسانی جبر وتشدد صرف ایک حد تک کام کرسکتا ہے۔ لیکن اندر اور باہر انفرادی اور اجتماعی زندگی میں جو چیز مؤثر ثابت ہوسکتی ہے وہ صرف ایک خوف خدا ہے جو صرف دینی تعلیم وتربیت سے نصیب ہوتا ہے۔ اور جب تک دینی تعلیم وتربیت نصیب نہ ہو اس وقت تک رشوت کے انسداد کے لیے صرف آئین کا وضع کر دینا کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس کی سعی کرنی بھی ضروری ہے کہ جس ذریعہ سے ممکن ہو ہمارے قلوب پر حاضر وغائب کسی ذات کا خوف مستولی رہے۔ اور آپ اپنی اصطلاح میں اس کا نام جو چاہیں رکھیں۔ مگر اسلام میں اس کا نام ''تقوی اللہ'' ہے۔ (جواہر الحکم: ج ۳/ص ۶۴، اسلام اور رشوت: ص ۵۱)

رشوت کی حرمت قرآن سے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾ (النساء:۲۹)

''اے ایمان والو! ایک دوسرے کے مال باطل طریقہ سے نہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھاؤ، مگر یہ کہ لین دین ہو آپس کی رضامندی سے۔''

اور قریب قریب انہی الفاظ میں سورۂ بقرہ میں ارشاد فرمایا گیا ہے:

﴿وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

''اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طور پر مت کھاؤ، اڑاؤ۔ اور نہ اسے حکام تک پہنچاؤ کہ جس سے لوگوں کے مال کا ایک حصہ تم گناہ سے کھا جاؤ۔ اور آنحالیکہ تم جان لو۔''

ان دونوں آیتوں میں ناجائز کمائی کی ممانعت کے لیے ایسا وسیع اور عام عنوان اختیار کیا گیا ہے جس میں کمائی کے سارے ہی ناجائز طریقے خواہ پرانے ہوں یا نئے ممنوع اور حرام ہو گئے۔

رشوت بھی لوگوں کا مال باطل طریقہ سے کھانے کی ایک صورت ہے۔ رشوت یہ ہے کہ مال صاحب اقتدار یا سرکاری ملازم کو پیش کیا جائے تا کہ وہ اس کے حق میں یا اس کے حریف کے خلاف فیصلہ کرے یا اس کا کام کر دے یا اس کے حریف کے کام کو مؤخر کر دے وغیرہ۔

اسلام نے حکام او ان کے معاونین کے لیے رشوت ستانی کو حرام ٹھہرایا ہے۔ نہ رشوت دینا جائز ہے اور نہ اس کا قبول کرنا۔ اسی طرح دونوں کے درمیان واسطہ بننا بھی ممنوع ہے۔

آیت مذکورہ میں روکا گیا ہے کہ مال کو حکام رسی کا ذریعہ نہ بناؤ تا کہ تم دوسروں کا مال ہڑپ کر سکو۔ کیونکہ رشوت حصول مال کا جائز ذریعہ نہیں ہے بلکہ یہ گناہ اور حق تلفی اور غصب حقوق کا راستہ ہے۔

اس آیت میں رشوت کے بارے میں تین باتوں کی طرف واضح

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اشارات ہیں۔

ایک یہ کہ رشوت کے ذریعے عدالت کی افادیت ختم ہو جاتی ہے۔ عدالت کی افادیت کا تمام تر انحصار عدالت کی راست روی اور دیانت پر موقوف ہے۔ عدالت ہی قانون کی محافظ ہے۔ عدالت کو اگر رشوت کے ذریعے بد دیانت بنا دیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب عدالتیں انصاف کا گھر نہیں' بلکہ تجارت گاہیں ہیں۔ ان میں حکام کاروباری ہیں اور ان میں عدل وانصاف بکاؤ مال ہے' جس کے پاس دولت ہو وہ خرید سکتا ہے اور جس کے پاس دولت نہ ہو وہ انصاف کی نعمت سے محروم ہو گا۔ ﴿تُدْلُوا بِهَا اِلَى الْحُكَّامِ﴾ میں اسی طرف اشارہ ہے۔ "تدلوا"۔ "ادلاء" سے بنا ہے اور "ادلاء" کے معنی کنوئیں میں ڈول ڈالنے کے ہیں۔ جس طرح ڈول کے ذریعے طالب تک پانی پہنچتا ہے اسی طرح رشوت کے ذریعے طالب حاکم تک پہنچتا ہے۔ اس معاملہ میں اتنی احتیاط برتی ہے کہ حکام کو تحفے اور ہدیے پیش کرنے کی ممانعت کر دی ہے۔ ایک بار ایک عامل نے آ کر کہا کہ یہ صدقہ کا مال ہے اور یہ مجھے ہدیہ ملا ہے۔ یہ سن کر آپ ﷺ نے منبر پر کھڑے ہو کر تقریر کی اور حمد وثنا کے بعد فرمایا:

> "عامل کا کیا حال ہے کہ ہم اس کو روانہ کرتے ہیں' تو یہ آ کر کہتا ہے کہ یہ تمہارا ہے اور یہ میرا ہے۔ یہ اپنے باپ اور ماں کے گھر میں بیٹھ کر دیکھے کہ اس کو تحفے ملتے ہیں یا نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' وہ اس میں سے جو کچھ لے جائے گا وہ قیامت کے روز اپنی گردن پر لاد کر لائے گا۔ اونٹ' گائے' بکری جو ہو' حضور ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر تین بار فرمایا: خداوندا میں نے پہنچا دیا۔"

دوسرے یہ کہ رشوت کی گرم بازاری سے سب سے زیادہ معاشرہ متاثر ہوتا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے، جب رشوت کے ذریعے لوگوں میں دوسروں کے حقوق ہڑپ کرنے کا رُجحان پیدا ہو جاتا ہے تو وہ اپنی ذاتی اغراض کے استحصال کے لیے رشوت کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ عرب میں یہودیوں کے مقدمے ان کے علماء اور رئیس فیصلے کرتے تھے۔ چونکہ دولت اور تمول نے ان میں اونچے نیچے طبقے قائم کر دیے تھے۔ اس لیے وہ قانون کی ناہمواری کے دل سے خواہش مند رہتے تھے۔ قانون کی زد سے بچنے کے لیے اعلانیہ رشوت دیتے تھے، اور ان کے قاضی اعلانیہ لیتے اور ایک کا حق دوسرے کو دلا دیتے تھے۔ اور اس ذریعے سے تورات کے احکام پر مصالح وضرورت کے اقتضا سے پردہ ڈال دیتے تھے۔ چنانچہ تورات کے قوانین کی تحریف کا ایک بڑا سبب بھی رشوت خواری تھی۔ حضور انور ﷺ نے رشوت دینے اور لینے والے دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔

رشوت کا گناہ ہونا ایک ایسی واضح حقیقت ہے کہ اس کو سب جانتے ہیں، عقل اس کی گواہ ہے، نوع انسانی اس کی شاہد ہے، دنیا کا معروف اس پر حجت ہے اور تمام مذاہب وادیان اس کی مذمت پر متفق ہیں۔ چنانچہ فرمایا کہ:

﴿وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ......﴾

اسلامی حکومت قائم ہونا اور اسلام کے سارے فوجداری، دیوانی قانون کا نافذ ہونا بڑی بات ہے۔ قرآن عزیز کی اگر صرف اسی ایک آیت پر عمل ہو جائے تو جھوٹے دعوں، جعلی کاغذات، جھوٹے حلف ناموں، اہل کاروں اور عہدہ داروں کی رشوتوں کے ساتھ ساتھ اعلیٰ حکام کے نذرانوں کے قیمتی ڈالیوں، شاندار عمارتوں کا کہیں وجود تک باقی نہ رہے۔

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب فرماتے ہیں:

اَمْوَالَکُمْ: آیت میں اَمْوَالَکُمْ کا لفظ قرآن کی بلاغت کا ایک شاہکار عظیم ہے، اس میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ تم کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے کے مال میں ناجائز تصرف کرتے ہو تو یہ غور کرو کہ دوسرے شخص کو بھی اپنے مال سے ایسی ہی محبت اور تعلق ہوگا۔ جیسا تمہیں اپنے مال سے ہے۔ اگر وہ تمہارے مال میں ایسا ناجائز تصرف کرتا تو تمہیں جو دکھ پہنچتا۔ اس کا اس وقت بھی ایسا ہی احساس کرو کہ گویا وہ تمہارا مال ہے۔ اس کے علاوہ اشارہ اس طرف بھی ہوسکتا ہے کہ جب ایک شخص دوسرے کے مال میں کوئی ناجائز تصرف کرتا ہے تو اس کا فطری نتیجہ یہ ہے کہ اگر یہ رسم چل پڑی تو دوسرے اس کے مال میں ایسا ہی تصرف کریں گے۔ اس حیثیت سے کسی شخص کے مال مین ناجائز تصرف درحقیقت اپنے مال میں ناجائز تصرف کے لیے راستہ ہموار کرنا ہے' غور کیجیے! اشیاء ضرورت میں ملاوٹ کی رسم چل جائے' کوئی گھی میں تیل یا چربی ملا کر زائد پیسے حاصل کرے تو اس کو جب دودھ خریدنے کی ضرورت پڑے گی۔ دودھ والا اس میں پانی ملا دے گا۔ مسالہ کی ضرورت ہوگی اس میں ملاوٹ ہوگی۔ دوا کی ضرورت ہوگی اس میں بھی یہی منظر سامنے آئے گا۔ تو جتنے پیسے ایک شخص نے ملاوٹ کر کے زائد حاصل کر لیے۔ دوسرا آدمی وہ پیسے اس کی جیب سے نکال لیتا ہے۔ یہ بیوقوف اپنی جگہ پیسوں کی زیادتی شمار کر کے خوش ہوتا ہے۔ مگر انجام نہیں دیکھتا کہ اس کے پاس کیا رہا۔ تو جو کوئی دوسرے کے مال کو غلط طریقے سے حاصل کرتا ہے درحقیقت وہ اپنے مال کے ناجائز تصرف کا دروازہ کھولتا ہے۔ (معارف القرآن: ج۱/ص۴۰۳)

تفسیر المنار میں علامہ رشید رضا لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمَّا الْبَاطِلُ فَهُوَ مَا لَمْ يَكُنْ فِي مُقَابِلَةِ شَيْءٍ حَقِيقِيٍّ فَقَدْ حَرَّمَتِ الشَّرِيعَةُ اَخْذُ الْمَالِ بِدُوْنِ مُقَابِلَةٍ حَقِيقَةٍ.

''یعنی باطل کا مطلب یہ ہے کہ اس مال کے مقابل میں کوئی حقیقی چیز نہ ہو۔ لہٰذا شریعت نے بغیر حقیقی شے کے مقابل مال لینے کو حرام قرار دیا ہے۔''

یعنی باطل کا مطلب یہ ہے کہ اس مال کے مقابل میں کوئی حقیقی شے نہ ہو جسے اس مال کا معاوضہ قرار دیا جا سکے۔ مثال کے طور پر ایک پیشکار کا یہ فرض منصبی ہے کہ وہ عوام کی درخواستوں اور شکایتوں کو حاکم کے روبرو پیش کرے۔ اب اگر وہ کسی شخص سے درخواست پیش کرنے کا کچھ حق الخدمت لیتا ہے تو یہ رشوت ہے۔ اور قطعی ناجائز اور حرام ہے۔ کیونکہ درخواست پیش کر کے تو اس نے اپنا فرض منصبی انجام دے دیا۔ جس کی تنخواہ وہ حکومت یا متعلقہ محکمہ سے ماہ بماہ وصول کرتا ہے۔ اب یہ حق الخدمت کے نام سے جو معاوضہ ہے اس کے مقابل میں کوئی بھی چیز باقی نہیں رہتی۔ لہٰذا اس کے جواز کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ (اسلام اور رشوت: ص ۵۸)

مفسر ابوحیان اندلسیؒ اپنی تفسیر البحر المحیط میں لکھتے ہیں کہ:

بالباطل سے مراد یہ ہے کہ اموال کو ایسے طریقے سے لیا جائے جو مشروع نہیں ہے۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:

فَيَدْخُلُ فِي ذٰلِكَ الْغَصَبُ وَالنَّهَبُ وَالْقِمَارُ وَحَلْوَانُ الْكَاهِنِ وَالْخِيَانَةُ وَالرِّشَاءُ وَمَا يَأْخُذُهُ الْمُنَجِّمُوْنَ وَكُلُّ مَا لَمْ يَأْذَنْ فِي اَخْذِهِ الشَّرْعُ.

(البحر المحیط: ج ۲/ص ۵۶ وہکذا فی تفسیر الخازن: ج ۱/ص ۱۶۶)

''پس لفظ باطل' لوٹ کھسوٹ' جوا' کاہن کی شیرینی' رشوت' نجومیوں کی اجرت اور ہر وہ چیز جس کے لینے کی شریعت نے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجازت نہیں دی' (ان سب کو شامل اوران سب پر حاوی ہے۔)
مولانا محمد شفیعؒ مفتی صاحب اس آیت کے تفسیری فوائد میں رقم طراز ہیں:

''غرضیکہ اس ارشاد خداوندی کے الفاظ عام ہیں کہ باطل اور ناجائز طریق سے کسی کا مال نہ کھاؤ۔ اس میں کسی کا مال غصب کر لینا بھی داخل ہے۔ چوری اور ڈاکہ بھی جن میں دوسرے پر ظلم کر کے جبراً مال چھین لیا جاتا ہے۔ اور سود' قمار' رشوت' خیانت' دغا' فریب' حیلہ سازی' دھوکہ دہی' سودی لین دین اور تمام بیوع فاسدہ اور معاملات فاسدہ بھی جواز روئے شرع جائز نہیں۔ اگرچہ فریقین کی رضامندی بھی متحقق ہو' جھوٹ بول کر یا جھوٹی قسم کھا کر کوئی مال حاصل کر لینا۔ یا ایسی کمائی جس کو شریعت اسلام نے ممنوع قرار دیا ہے اگرچہ اپنی جان کی محنت ہی سے حاصل کی گئی ہو وہ سب حرام اور باطل ہیں۔'' (معارف القرآن: ج۱/ص۴۰۴)

یہاں تک تشریح اور توضیح آیت کریمہ کے پہلے جزء یعنی ''اکل بالباطل'' ناجائز طریق سے مال حاصل کرنے کے بارے میں تھی۔ جس میں دوسری صورتوں کے ساتھ رشوت بھی داخل ہے۔ جیسا کہ مذکور بالا تشریحات اور تصریحات سے واضح اور ظاہر ہو چکا ہے۔ اس کے بعد آیت کا دوسرا مندرجہ ذیل جزء رشوت کی حرمت کے بارے میں بہت ہی صریح اور واضح ہے:

﴿وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ﴾

''اور نہ مالوں کو اس غرض سے حکام تک پہنچاؤ کہ لوگوں کے مال کا ایک حصہ تم ناحق ظلم سے کھا جاؤ۔ اور تم کو معلوم بھی ہو۔''

علامہ آلوسیؒ تفسیر روح المعانی میں آیت کریمہ کے جزء کے بارے میں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رقم طراز ہیں:

«وَلَا تُلْقُوا بَعْضَهَا اِلَى حُكَّامِ السُّوْءِ عَلٰى وَجْهِ الرِّشْوَةِ». (روح المعانی: ج۲/ص۶۰)

''کچھ مال بُرے اور غلط کار حکام کو بطور رشوت مت دو۔''

تدلوا: ادلاء سے مشتق ہے جس کے معنی ڈول ڈالنے اور کھینچنے کے ہیں' اسی اعتبار سے بطور استعارہ کسی چیز تک پہنچنے اور کسی شے کے ڈالنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ (لغات القرآن: ج۲/ص۱۰۶)

اور علامہ آلوسیؒ لکھتے ہیں:

«وَالْاِدْلَاءُ فِي الْاَصْلِ اِرْسَالُ الْحَبْلِ فِي الْبِئْرِ ثُمَّ اسْتُعِيْرَ لِلتَّوَصُّلِ اِلَى الشَّيْءِ». (روح المعانی: ج۲/ص۶۰)

''اصل میں ادلاء کے معنی کنوئیں میں رسی ڈالنے کے ہیں' پھر کسی شے تک پہنچنے کے معنی میں اس لفظ کو مستعار لیا گیا ہے۔''

علامہ ابن جریر طبریؒ متوفی ۳۱۰ھ فرماتے ہیں:

«اَصْلُ الْاِدْلَاءِ اِرْسَالُ الرَّجُلِ الدَّلْوَ فِي سَبَبٍ مُتَعَلِّقًا بِهٖ فِي الْبِئْرِ».

''ادلاء کے اصلی معنی کسی شخص کا کنوئیں میں کسی غرض اور مقصد کے لیے ڈول ڈالنا ہے۔''

رشوت کو ادلاء دلو سے تشبیہ دینے کے دو وجہیں ہیں' چنانچہ امام فخر الدین رازیؒ اس کی توضیح کرتے ہوئے اپنی شہرۂ آفاق تفسیر میں لکھتے ہیں:

«وَفِي تَشْبِيْهِ الرِّشْوَةِ بِالْاِدْلَاءِ وَجْهَانِ اَحَدُهُمَا اَنَّ الرِّشْوَةَ رِشَاءُ الْحَاجَةِ فَكَمَا اَنَّ الدَّلْوَ الْمَمْلُوْءَ مِنَ الْمَاءِ يَصِلُ مِنَ الْبَعِيْدِ اِلَى الْقَرِيْبِ بِوَاسِطَةِ الرِّشَاءِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَالْمَقْصُودُ الْبَعِيدُ يَصِيرُ قَرِيبًا بِسَبَبِ الرِّشْوَةِ وَالثَّانِي أَنَّ الْحَاكِمَ بِسَبَبِ أَخْذِ الرِّشْوَةِ يَمْضِي فِي ذٰلِكَ الْحُكْمِ مِنْ غَيْرِ تَثَبُّتٍ كَمَضْيِ الدَّلْوِ فِي الْإِرْسَالِ».

(تفسیر کبیر: ص ۱۳۰)

''پہلی وجہ رشوت ضرورت کی رسی ہے، پس جس طرح پانی کا بھرا ہوا ڈول رسی کے ذریعہ دور سے قریب کھینچ لیا جاتا ہے اسی طرح مقصد بعید کا حصول بھی رشوت کے ذریعہ قریب ہو جاتا ہے۔ دوسری وجہ جس طرح حاکم کو رشوت دیکر بغیر کسی تاخیر کے فوراً موافق فیصلہ کرالیا جاتا ہے اسی طرح ڈول بھی جب پانی نکالنے کے لیے کنوئیں میں ڈالا جاتا ہے تو نہایت تیزی کے ساتھ بغیر کسی تاخیر کے چلا جاتا ہے۔''

علامہ ابوحیان اندلسیؒ اپنی تفسیر البحر المحیط میں ﴿تُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ﴾ کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

«مَعْنَاهُ لَا تَرْشُوا بِالْأَمْوَالِ الْحُكَّامَ لِيَقْضُوا لَكُمْ بِأَكْثَرِ مِنْهَا».

''اس کے معنی یہ ہیں کہ حکام کو مال کی رشوت نہ دو، تا کہ وہ تمہارے موافق فیصلہ کر دیں۔'' (اسلام اور رشوت: ص ۶۰)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حرمتِ رشوت احادیث کی روشنی میں

قرآن مجید میں حرمت رشوت کے بعد اب وہ احادیث ملاحظہ فرمائیں جن میں رشوت کو حرام اور قابل لعنت قرار دیا گیا ہے۔

رشوت لینے اور دینے والے مستحق لعنت ہیں:

حاکمان عدالت کو حق وانصاف کے خلاف فیصلہ پر آمادہ کرنے والے اسباب میں ایک بڑا سبب رشوت کی طمع ہوتی ہے۔...... رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے اور دینے کو موجب لعنت وگناہ بتلایا ہے۔

① حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

«لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلرَّاشِي وَالْمُرْتَشِي». (مشکوۃ: ج۲/ص۳۲۶)

''رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔''

کسی مجرم کے لیے اللہ یا اس کے رسول کی طرف سے لعنت' اس سے انتہائی ناراضی وبیزاری کا اعلان اور نہایت سنگین سزا ہے۔...... اللہ کی طرف سے کسی پر لعنت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خداوند رحمٰن ورحیم نے اس مجرم کو اپنی وسیع رحمت سے محروم کر دینے کا فیصلہ فرما دیا ہے۔ اور اللہ کے رسول' یا فرشتوں کی طرف سے لعنت کا مطلب اس شخص سے بیزاری اور اس کے قابل لعنت ہونے کا اعلان اور اس کی رحمت سے محرم کر دیے جانے کی بددعا ہوتی ہے۔...... اس بنا پر حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے والوں اور رشوت دینے والوں سے اپنی انتہائی ناراضی وبیزاری کا اظہار فرمایا اور ان کے لیے بددعا فرمائی کہ اللہ ان کو اپنی رحمت سے محروم کر دے۔ ...... اللہ کی پناہ! رحمۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

للعٰلمین شفیع المذنبین ﷺ جس بدنصیب سے بیزاری کا اعلان فرمائیں اور اس کے لیے رحمت خداوندی سے محروم کیے جانے کی بددعا فرمائیں' اس بد بخت کا کہاں ٹھکانا!

اس حدیث کی بعض روایتوں میں ایک لفظ ''والرائش'' کا اضافہ بھی ہے جس کا مطلب یہ ہوگا کہ رشوت لینے اور دینے والے کے علاوہ اس درمیانی آدمی (دلال) پر بھی رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی جو رشوت کے لین دین کا ذریعہ اور واسطہ بنے۔

فائدہ: رشوت لینے والے پر تو حرام خوری کی وجہ سے لعنت کا برسنا اظہر من الشمس ہے۔ اور رشوت دینے والے پر اس لیے کہ وہ اپنی باطل غرض اور ناحق مطالبہ کو پورا کرانے کے لیے یہ مال کا نذرانہ پیش کرتا ہے۔ چنانچہ سبل السلام شرح بلوغ المرام میں ہے:

«وَاسْتَحَقَّا اللَّعْنَةَ جَمِيعًا لِلتَّوَصُّلِ اَلرَّاشِي بِمَالِهِ اِلَى الْبَاطِلِ وَالْمُرْتَشِي لِلْحُكْمِ بِغَيْرِ الْحَقِّ». (ج۳/ص۴۲)

نیز جب رشوت لینا جرم ہے تو دینے والا جرم کی اعانت کرتا ہے' اور جرم کی اعانت قانون اور اخلاق دونوں میں منع ہے۔

۴ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لَعَنَ اللّٰهُ الْاٰكِلَ وَالْمُطْعِمَ الرِّشْوَةَ». (کنزالعمال: ج۳/ص۲۱۰)

''اللہ تبارک وتعالیٰ نے رشوت کھانے اور کھلانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔''

فائدہ: جن لوگوں پر اللہ تعالیٰ ان کی بداعمالی کی وجہ سے لعنت فرمائے ان کا حشر اور انجام کیا ہوگا۔ اور آج لوگ کتنی کثرت سے اس لعنت میں مبتلا ہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نقدی کے بجائے کھانے پینے اور استعمال کی چیزیں بطور رشوت لینا موجب لعنت ہے۔

اللہ تعالیٰ کی لعنت یہ ہے کہ وہ ان لوگوں کو اپنے سے دور اور اپنے فضل وکرم سے مہجور کر دیتا ہے۔

«وَذٰلِكَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى فِي الْاٰخِرَةِ عَقُوْبَةٌ وَفِي الدُّنْيَا اِنْقِطَاعٌ مِنْ قَبُوْلِ رَحْمَتِهٖ وَتَوْفِيْقِهٖ». (مفردات راغب اصفہانی)

﴿۳﴾ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَا مِنْ قَوْمٍ يَظْهَرُ فِيْهِمُ الرِّبٰوا اِلَّا اُخِذُوا بِالسِّنَّةِ وَمَا مِنْ قَوْمٍ تَظْهَرُ فِيْهِمِ الرِّشَآءُ اِلَّا اُخِذُوا بِالرُّعْبِ».

(مسند احمد: ج ۴/ص ۲۰۵)

''جس قوم میں سود پھیل جائے وہ قحط اور گرانی کی مصیبت میں ڈال دی جاتی ہے۔ اور جس قوم میں رشوتیں پھیل جائیں اس پر رعب ڈالا جاتا ہے۔''

فائدہ: رشوت کی نحوست ساری قوم کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے اور اسے بزدل بنا کر ان کے دلوں پر اغیار کی ہیبت بٹھا دی جاتی ہے اور شجاعت اور بہادری کا جوہر ان سے سلب کر لیا جاتا ہے۔

حاکم اور قاضی بننا بڑی آزمائش اور بہت خطرناک ہے:

ظاہر ہے کہ قاضی اور حاکم بن جانے کے بعد اس کے بہت امکانات پیدا ہو جاتے ہیں کہ آدمی کی نیت اور اس کے اخلاق میں فساد آ جائے اور وہ ایسے غلط کام کرنے لگے جن سے اس کا دین وایمان برباد اور آخرت خراب ہو جائے۔ ......رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے اس سے بہت ڈرایا ہے اور حتی الوسع اس سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے۔......اس سلسلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت بھی فرمائی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ حکومتی عہدے اور عدالتی مناصب ان لوگوں کو نہ دیے جائیں جو ان کے طالب اور خواہشمند ہوں' بلکہ ایسے لوگوں کو یہ ذمہ داری سپرد کی جائے جو اس کے طالب نہ ہوں۔

بغیر چھری کے ذبح ہونا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّيْنٍ».

(مسند احمد: ج ۲/ص ۲۳۰)

''جو شخص قاضی (حاکم عدالت) بنا گیا تا کہ لوگوں کے مقدمات' نزاعات کا فیصلہ کرے تو وہ بغیر چھری کے ذبح کیا گیا''

تشریح: جس آدمی کو چھری سے ذبح کیا جائے وہ ۲'۳ منٹ میں ختم ہو جائے گا' لیکن اگر کسی کو چھری کے بغیر ذبح کرنے کی کوشش کی جائے تو ظاہر ہے کہ اس کا جلدی کام تمام نہ ہو سکے گا اور اس کی تکلیف طویل المیعاد ہوگی۔...... حدیث کا مدعا اور مقصد یہ ہے کہ قاضی اور حاکم عدالت بننا اپنے کو بڑی آزمائش اور مصیبت میں مبتلا کرنا ہے۔...... اور اس منصب اور ذمہ داری کے قبول کرنے والے کو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ سر پہ کانٹوں کا تاج رکھ رہا ہے۔

حکومت اور اس کے عہدے' خطرناک کام ہے:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«اِنَّكُمْ سَتَحْرِصُوْنَ عَلَى الْاِمَارَةِ وَسَيَكُوْنُ نَدَامَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَنِعْمَتِ الْمُرْضِعَةُ وَبِئْسَتِ الْفَاطِمَةُ».

(صحیح بخاری: ج ۴/ص ۲۲۳۴)

''آئندہ ایسا زمانہ بھی آئے گا کہ تم لوگ حکومت اور اس کے عہدوں کی حرص کرو گے اور وہ قیامت کے دن ندامت و پشیمانی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا باعث ہوگی۔ بڑی اچھی لگتی ہے حکومت آغوش میں لے کر دودھ پلانے والی' اور بہت بری لگتی ہے دودھ چھڑانے والی۔''

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر منکشف فرمایا تھا کہ آپ کی امت میں حکومت اور اس کے عہدے حاصل کرنے کا شوق اور اس کی حرص پیدا ہوگی۔ ایسے لوگوں کو آپ ﷺ نے آگاہی دی کہ یہ حکومت قیامت میں سخت ندامت اور پشیمانی کا باعث ہوگی جب ان کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں حکومت کا حساب دینا ہوگا۔...... آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ'' حکومت جب کسی کو ملتی ہے تو بڑی اچھی لگتی ہے جیسے بچہ کو دودھ پلانے والی دایہ اچھی لگتی ہے اور جب وہ ہاتھ سے جاتی ہے (خواہ موت کے وقت' یا زندگی ہی میں اس سے محروم یا دست بردار ہونا پڑے) تو بہت بری لگتی ہے جیسے کہ دودھ چھڑانے والی دایہ بچہ کو بہت بری لگتی ہے۔...... مطلب یہ ہے کہ حکومت کے شوقین اور طالبوں کو اس کے اخروی انجام سے غافل نہ ہونا چاہئے' قیامت میں ان کو اپنے زیر حکومت لاکھوں کروڑوں بندگان خدا کے حقوق کے بارہ میں جواب دہی کرنی ہوگی۔''

رسول اللہ ﷺ کے اس قسم کے ارشادات کا یہ اثر پڑا تھا کہ بہت سے صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم حکومتی اور عدالتی عہدوں سے دور رہنا چاہتے تھے۔...... امام ترمذی نے نقل کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانۂ خلافت میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو قاضی بنانا چاہا لیکن وہ کسی طرح راضی نہیں ہوئے۔ اس کی کچھ مزید تفصیل مشکوٰۃ شریف کی حدیث سے ملاحظہ فرمائیں جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔

حضرت ابن موہب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے (اپنے زمانۂ خلافت میں) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ:'' لوگوں کا قاضی بن جاؤ (یعنی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت میں منصب قضا کی پیش کش کی) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا ''امیر المؤمنین! مجھ کو تو اس کام سے معاف رکھئے۔'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تم اس منصب کو کیوں ناپسند کرتے ہو! حالانکہ تمہارے والد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو اپنے دور خلافت کے علاوہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں قضاء کا کام کرتے تھے؟''

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

''جو شخص منصب قضا پر فائز ہو اور مبنی بر انصاف فیصلے کرے تو وہ اس لائق ہے کہ وہ اس منصب سے برابر سرابر جدا ہو۔'' (یعنی نہ نقصان پہنچائے نہ فائدہ' نہ ثواب پائے نہ عذاب۔) اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اس بارہ میں کوئی بات نہیں کی۔ (ترمذی)

اور رزین کی روایت میں جو انہوں نے حضرت نافعؒ سے نقل کی ہے یہ الفاظ ہیں کہ:

''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ''امیر المؤمنین' میں تو دو آدمیوں کے درمیان بھی کوئی حکم و فیصلہ نہیں کروں گا۔ (چہ جائیکہ بہت زیادہ لوگوں کا قاضی بنوں۔)'' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تمہارے والد (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) تو لوگوں کے درمیان فیصلے کیا کرتے تھے۔'' حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میرے والد کی بات تو یہ تھی کہ اگر ان کو کوئی دشواری پیش آتی تھی تو وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیا کرتے تھے اور اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دشواری پیش آتی تو آپ ﷺ جبریل علیہ السلام سے پوچھ لیا کرتے تھے' جبکہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں پاتا جس سے پوچھ لیا کروں گا اور میں نے رسول کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی اس نے بڑی ذات کی پناہ مانگی۔" نیز میں نے آنحضرت ﷺ کو یہ بھی فرماتے ہوئے سنا ہے کہ "جو شخص اللہ تعالیٰ کے ذریعہ پناہ مانگے اس کو پناہ دو۔" لہٰذا میں نے اللہ تعالیٰ کے ذریعے اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ آپ مجھے قاضی مقرر کریں۔" چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو معاف کیا' لیکن ان سے فرمایا کہ "کسی اور کو آگاہ نہ کرنا کہ وہ منصب قضا قبول نہ کرے ورنہ لوگ عام طور پر اس منصب کو قبول کرنے سے گریز کرنے لگیں گے اور نظام حکومت معطل ہو کر رہ جائے گا۔"

حضرت امام ابوحنیفہؒ اور عہدۂ قضاء:

حضرت امام ابوحنیفہؒ نے عہدۂ قضا قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا' چنانچہ ملا علی قاریؒ نقل فرماتے ہیں:

«إن المنصور لما عرض عليه القضاء وامتنع ضربه ثلاثين سوطا حتى سال الدم على عقبيه».

(ذیل الجواہر: ج ۲/ص ۴۹۲)

"منصور نے جب امام موصوف پر عہدۂ قضا پیش کیا تو انہوں نے انکار کر دیا' اور اس نے تیس کوڑے سزا ان کو دی۔ یہاں تک کہ خون ان کے بدن سے نکل کر ان کی ایڑیوں پر بہتا رہا۔"

اور امام موفق الدینؒ لکھتے ہیں کہ:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"امام موصوف کو یہ سزا برہنہ کر کے دی گئی۔" (مناقب صدر الائمہ: ص ۲۱۵)

مگر آپ اس کے باوجود کسی طرح عہدۂ قضا قبول کرنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ حتیٰ کہ امام موصوف کو بے خبری کے عالم میں جیل خانہ کے اندر ہی زہر دلوا دیا گیا۔ اور اسی سے آپ کی وفات ہوئی۔ اور اپنی جان جان آفرین کے سپرد کی۔

«ثم سقاه فمات»۔ (تاریخ بغداد: ج ۱۳/ص ۳۳۰)

بوحنیفہ قضاء نہ کرد بمرد　　　تو بمیری کہ گر قضا نہ کنی

(دیوان حافظ)

اور قاضی ابو الطیب الطبری رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں کہ:

جب مامون نے امام شافعیؒ کو چیف جسٹس کے منصب پر فائز کرنا چاہا تو آپ نے اس کو قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ اور آپ نے اپنی مرض وفات میں اپنے خصوصی شاگرد امام مزنیؒ کو طلب کر کے یہ وصیت فرمائی کہ عہدۂ قضاء کو کبھی قبول نہ کرنا۔ اور آپ نے مامون کا وہ مکتوب بھی دکھلایا۔ جس میں آپ کو عہدۂ قاضی القضاۃ کی پیش کش کی گئی تھی۔

(نزہۃ الناظرین: ص ۱۶۲، مصری، اسلام اور رشوت)

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

«اَلْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ، وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ وَاثْنَانِ فِي النَّارِ. فَأَمَّا الَّذِي فِي الْجَنَّةِ فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقَضٰى بِهٖ وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَجَارَ فِي الْحُكْمِ فَهُوَ فِي النَّارِ. وَرَجُلٌ قَضٰى لِلنَّاسِ عَلٰى جَهْلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ». (مشکوٰۃ: ج ۲/ص ۳۲۴)

"قاضی تین قسم کے ہوتے ہیں، ان میں سے ایک جنت میں ہو گا۔ اور باقی دو دوزخ میں ہوں گے۔ جنت میں وہ قاضی (جج)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داخل ہوگا جو حق شناس ہو۔ اور حق کے مطابق فیصلہ کرے۔ اور وہ قاضی (جج) جو حق شناس تو ضرور ہو۔ مگر فیصلہ کرنے میں ظلم کرے تو وہ دوزخ میں ہوگا۔ اور وہ قاضی (جج) جو جہالت کے ساتھ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے وہ بھی دوزخ میں داخل ہوگا۔"

حکام کے آگے ہدیے پیش کرنا

اسلام نے حکام جیسے معزز۔ ذی اختیار طبقہ کو پاکیزہ رکھنے کے لیے رشوت ستانی کو اس کے لیے سنگین جرم قرار دیا ہے۔

«اِذَا كَانَ اٰخِذُ الرِّشْوَةِ قَدْ اَخَذَهَا لِيَظْلِمَ فَمَا اَشَدَّ جُرْمُهُ وَاِنْ كَانَ سَيَتَحَرَّى الْعَدْلَ فَذٰلِكَ وَاجِبٌ عَلَيْهِ لَا يُؤْخَذُ فِي مُقَابِلِهٖ مَالٌ». (الحلال والحرام فی الاسلام: ص ۳۲۱)

"جب رشوت لینے والا اس بناء پر رشوت لیتا ہے تا کہ وہ ظلم اور حق تلفی کرے۔ تو اس سے بڑھ کر اور کونسا جرم ہوگا۔ اور اگر اس بناء پر رشوت لیتا ہے کہ عدل وانصاف پر عمل کرے گا تو عدل وانصاف کرنا خود اس پر واجب ہے جس کے معاوضہ میں مال نہیں لیا جا سکتا۔"

رشوت کی مروجہ صورتوں میں سے ایک صورت تحفہ حکام بھی ہے۔ جسے عام طور پر خارج از رشوت تصور کیا جاتا ہے۔ رشوت کی جو صورت بھی ہو خواہ اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ہدیہ کے نام سے موسوم کرلیا جائے اس کی حرمت برقرار رہے گی۔

«وَالْاِسْلَامُ يُحَرِّمُ الرِّشْوَةَ فِي اَيِّ صُوْرَةٍ كَانَتْ، وَبِاَيِّ اِسْمٍ سُمِّيَتْ. فَتَسْمِيَتُهَا بِاِسْمِ الْهَدِيَةِ لَا يُخْرِجُهَا عَنْ دَائِرَةِ الْحَرَامِ اِلَى الْحَلَالِ». (الحلال والحرام فی الاسلام:ص۳۲۲)

اسلام رشوت کو حرام قرار دیتا ہے خواہ اس کی کوئی صورت اور کوئی نام ہو۔ رشوت کو ہدیہ کے نام سے پیش کرنے۔...... اس کی حرمت حلت میں تبدیل نہیں ہو جاتی۔

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا فَمَا اَخَذَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ فَهُوَ غُلُوْلٌ». (مشکوٰۃ:ج۲/ص۳۲۶)

''جس کو ہم نے کسی کام پر مقرر کر دیا اور اس کے معاش کا بھی انتظام کر دیا اس کے بعد وہ جو کچھ لے گا وہ خیانت ہوگی۔''

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا گیا تو آپ نے اسے واپس کر دیا' آپ سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ قبول فرماتے تھے۔ تو انہوں نے جواب دیا'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہدیہ تھا اور ہمارے لیے رشوت ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک والی کو قبیلۂ ازد کے صدقات وصول کرنے کے لیے بھیجا' جب وہ واپس آیا تو اس نے کچھ مال اپنے لیے روک رکھا اور کہا' یہ آپ لوگوں کا ہے اور یہ میرے لیے ہدیہ ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس پر برہم ہوئے اور فرمایا: ''اگر تم سچے ہو تو اپنے باپ یا ماں کے گھر میں بیٹھے رہتے اور پھر دیکھ لیتے کہ ہدیہ تمہارے پاس آتا ہے یا نہیں۔'' پھر فرمایا:

«مَا لِي اَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ فَيَقُوْلُ: هٰذَا لَكُمْ وَهٰذَا لِيْ هَدِيَةٌ. اَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ اُمِّهٖ لِيُهْدٰى لَهٗ. وَالَّذِي

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نَفْسِی بِیَدِہٖ لَا یَاْخُذُ اَحَدٌ مِّنْکُمْ شَیْئًا بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا اَتَی اللّٰہَ یَحْمِلُہٗ، فَلَا یَاْتِیَنَّ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِبَعِیْرٍ لَہٗ رُغَاءٌ اَوْ بَقَرَۃٍ لَھَا خُوَارٌ اَوْ شَاۃٍ تَیْعَرُ. ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی رُئِیَ بَیَاضُ اِبِطَیْہِ. ثُمَّ قَالَ: اَللّٰھُمَّ ھَلْ بَلَّغْتُ؟»

(صحیح بخاری: ج۲/ص۹۱۶)

''کیا بات ہے کہ جس شخص کو میں عامل مقرر کرتا ہوں وہ کہتا ہے یہ تمہارے لیے ہے اور یہ میرے لیے ہدیہ ہے۔ وہ اپنی ماں کے گھر میں نہ بیٹھا رہا کہ ہدیہ اس کے پاس آ جاتا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم میں سے جو شخص بھی کوئی چیز بغیر حق کے لے گا وہ اللہ کے ہاں اس مال کو اپنے اوپر لادے ہوئے آئے گا۔ تو دیکھو تم میں سے کوئی شخص قیامت کے دن اپنی گردن پر اونٹ' گائے یا بکری کو اٹھائے ہوئے نہ آئے اس حال میں کہ یہ جانور چیخ رہے ہوں گے' پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اٹھائے' یہاں تک کہ آپ ﷺ کے بغل کی سفیدی دکھائی دینے لگی اور فرمایا' خدایا میں پہنچا چکا۔''

امام غزالی فرماتے ہیں:

''ان شدید احکام کے پیش نظر قاضی اور والی کو چاہیے کہ وہ خود کو اپنے ماں باپ کے گھر میں فرض کر لے۔ منصب سے معزولی کی صورت میں اسے اپنی ماں کے گھر میں رہتے ہوئے جو کچھ ملتا اس کو منصب پر رہتے ہوئے حاصل کرنا جائز ہوگا۔ اور جس کے بارے میں اسے یہ معلوم ہو کہ یہ منصب کی بنا پر مل رہا ہے۔ تو اس کا لینا حرام ہوگا۔ رہے احباب کے وہ ہدیئے جن کے بارے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اشکال محسوس ہو کہ معزولی کی صورت میں اسے ملتے یا نہیں تو وہ مشتبہ ہیں' ان سے اجتناب کرنا چاہیے۔'' (الحلال والحرام: ص ۱۳۷)

بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَبْدَاللّٰهِ بْنِ رَوَاحَةَ اِلَى الْيَهُوْدِ لِيَقْدِرَ مَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ فِي نَخِيْلِهِمْ مِنْ خِرَاجٍ. فَعَرَضُوا عَلَيْهِ شَيْئًا مِّنَ الْمَالِ يَبْذُلُوْنَهُ لَهٗ. فَقَالَ لَهُمْ: فَاَمَّا مَا عَرَضْتُمْ مِنَ الرِّشْوَةِ فَاِنَّهَا سُحْتٌ وَاِنَّا لَا نَاْكُلُهَا». (موطا' کتاب المساقاۃ: ص ۵۹۴)

خیبر کے یہودیوں سے زمین کی آدھے آدھ پیداوار پر مصالحت ہوئی تھی۔ جب پیداوار کی تقسیم کا وقت آیا تو آنحضرت ﷺ حضرت عبداللہ بن رواحہ صحابی رضی اللہ عنہ کو بھیجتے ہیں' وہ ایمانداری سے پیداوار کے دو حصے کر دیتے تھے۔ اور کہہ دیتے تھے کہ ان دو حصوں میں سے جو چاہو لے لو۔ یہودیوں نے اپنے دستور کے مطابق ان کو بھی رشوت دینی چاہی۔ آپس میں چندہ کر کے اپنی عورتوں کے کچھ زیور اکٹھے کئے اور کہا کہ یہ قبول کرو۔ اور اس کے بدلہ تقسیم میں ہمارا حصہ بڑھا دو۔ یہ سن کر حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''اے یہودیو! اللہ کی قسم! تم اللہ کی ساری مخلوق میں مجھے مبغوض ہو۔ لیکن یہ مجھے تم پر ظلم کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتا۔ اور تم نے جو رشوت پیش کی ہے وہ حرام ہے۔ ہم (مسلمان) اس کو نہیں کھاتے۔ یہودیوں نے ان کی تقریر سن کر کہا کہ یہی وہ انصاف ہے جس سے آسمان وزمین قائم ہیں۔''

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو اپنے دور خلافت میں یہ قاعدہ مقرر کرنا پڑا کہ سرکاری ملازموں کو زیادہ سے زیادہ تنخواہ دی جائے۔ تاکہ ان کو خانگی ضروریات سے مجبور ہو کر رشوت لینے کی نوبت ہی نہ آئے۔ اور ججوں اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجسٹریٹوں کے لیے یہ قاعدہ رکھا کہ انہیں معزز، دولتمند اور آسودہ حال ہونا چاہیے۔ تاکہ وہ رشوت کی طرف راغب ہی نہ ہو سکیں۔ اور نہ ہی ان پر کسی کی شخصیت اور حیثیت کا اثر پڑ سکے۔

«وَالْأُمَّةُ لَا تَزَالُ بِخَيْرٍ مَّا دَامَ قَضَاءُهَا نَزِيهًا. وَحُكَّامُهَا لَا يَخْضَعُونَ لِلْمُؤَثِّرَاتِ». (دعوۃ الرسل: ص۵۰۶)

''اور امت کی بھلائی تب ہی قائم رہ سکتی ہے جبکہ اس کے عدالتی فیصلے عدل وانصاف پر مبنی ہوں، اور اس کے حکام کسی اثر انداز چیز کے سامنے سرنگوں نہ ہوں۔''

اور اسلام نے قیام عدل کے لیے رشوتوں کے ہر دروازہ کو جس طرح بند کیا ہے اس کی نظیر مذاہب عالم میں موجود نہیں ہے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انسداد رشوت ستانی کے لیے جو تدابیر اختیار کی تھیں ان کا مختصر تذکرہ سطور ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں تمام حکام اور ملازمین کو لکھ بھیجا تھا:

«اِجْعَلُوا النَّاسَ فِي الْحَقِّ سَوَآءً قَرِيبُهُمْ كَبَعِيدِهِمْ وَبَعِيدُهُمْ كَقَرِيبِهِمْ وَإِيَّاكُمْ وَالرِّشْوَةَ». (کنز العمال: جلد۳)

''انصاف میں تمام لوگوں کو برابر سمجھو۔ اور قریب وبعید میں کوئی فرق نہ کرو۔ اور رشوت سے احتراز کرو۔''

فائدہ: واقعی جو شخص رشوت نہیں لے گا۔ اس میں یہ دونوں اوصاف پائے جائیں گے۔ یعنی وہ تمام لوگوں کے ساتھ انصاف کرے گا۔ اور طرفداری کے جرم کا مرتکب نہ ہوگا اور جو رشوت خوار ہوگا وہ ظالم کو مظلوم اور مظلوم کو ظالم بنا ڈالے گا۔ اور اس کی نظر صرف مال حرام (رشوت) پر ہوگی۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نواب صدیق الحسن خاں مرحوم لکھتے ہیں:

''یہ ظاہر بات ہے کہ جو تحائف قاضیوں اور حکام کو دیے جاتے ہیں وہ بھی رشوت کی ایک قسم ہے۔ اس لیے کہ جب عہدہ قضاء سے قبل قاضی کو ہدیہ پیش کرنے والے کی جانب سے ہدیہ دینے کا معمول نہیں رہا تو عہدہ قضا پر فائز ہونے کے بعد ہدیہ پیش کرنا بجز غرض کے کس طرح ہوسکتا ہے۔ اب یا تو یہ غرض ہوگی کہ امر باطل اور ناجائز کام پر ہدیہ کی بدولت قاضی کی اعانت حاصل کی جائے یا یہ مقصد ہوگا کہ اپنے جائز حق کے حصول و بازیابی کے لیے ہدیہ دیا جائے۔ پس ان دونوں صورتوں میں یہ ہدیہ قاضی کے لیے حرام ہوگا اور اگر ہدیہ دینے سے اور کوئی غرض نہ ہو تو کم از کم یہ تو ضرور ہوگی کہ حاکم کا قرب حاصل کرنے اور اپنی توقیر بڑھانے اور اپنی باتوں کو مؤثر اور وزنی بنانے کے لیے ہدیہ دیا جائے۔ جس کی وجہ سے وہ اپنے مخالفین پر غلبہ حاصل کر سکے اور ان کے دعاوی و مطالبات سے مطمئن رہ کر ان کو لرزاں و ترساں کر سکے۔ اور ان اغراض کے ماتحت پیش کیے ہوئے تحائف اور رشوت میں کوئی فرق نہیں۔ پس اپنے دین کی نگہبانی کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالیہ میں پیشی کے لیے تیاری کرنے والے حاکم کو ان لوگوں کے تحائف و ہدیوں سے بچنا چاہیے جو اس کو منصب قضاء پر فائز ہونے کے بعد پیش کیا کریں۔ اس لیے کہ احسان انسان کی طبیعت پر اثر انداز ہوا کرتا ہے اور دل فطرتاً اپنے محسن سے محبت کرتا ہے۔ اور بسا اوقات ہدیہ دینے والے شخص اور اس کے مخالف فریق کے درمیان جھگڑا قائم ہونے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر بوقت فیصلہ غیر شعوری طور پر قاضی کا میلان اس ہدیہ دینے والے کی طرف ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے وہ حق پر قائم نہیں رہ سکتا۔ باوجودیکہ اس کو گمان ہوتا ہے کہ وہ اس میلان کی وجہ سے حق وانصاف سے نہیں بھٹکا۔ اور رشوت کا بھی یہی کچھ عمل درآمد ہوتا ہے جو اس ہدیہ سے رونما ہوتا ہے۔" (ظفر اللاضی: ص ۱۱۴)

مقدمات کے فیصلے کرنے میں رشوت لینا انتہائی حرام ہے۔ جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

«كُلُّ لَحْمٍ اَنْبَتَهُ السُّحْتُ فَالنَّارُ اَوْلٰى بِهِ». قِيلَ: وَمَا السُّحْتُ؟ قَالَ: «اَلرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ». (کنز العمال: ج ۳/ص ۲۱۱)

"ہر وہ جسم جو مال حرام سے نشو ونما پائے وہ آگ میں جلائے جانے کا زیادہ مستحق ہے۔ دریافت کیا گیا کہ "سحت" سے کیا مراد ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فیصلہ کرنے میں رشوت لینا۔"

دوسری جگہ سخت وعید کی خبر دیتے ہوئے فرمایا:

«لُعِنَ اٰخِذُ الرِّشْوَةِ فِي الْحُكْمِ كَانَتْ سِتْرًا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ». (کنز العمال: ج ۳/ص ۲۱۱)

"فیصلہ کرنے میں رشوت لینے والے پر لعنت کی گئی ہے وہ رشوت اس شخص اور جنت کے درمیان حائل ہو جائے گی۔"

نیز رشوت لے کر فیصلہ کرنے والے کے عمل کو کفر کے برابر سنگین گناہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«اَلرِّشْوَةُ فِي الْحُكْمِ كُفْرٌ وَهِيَ بَيْنَ النَّاسِ سُحْتٌ».

(المعجم الصغیر للطبرانی)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''فیصلہ کرنے میں رشوت لینا دینا' کفر ہے اور لوگوں کا باہمی رشوت کا لین دین حرام ہے۔''

ابن مردویہؒ اور دیلمیؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''چھ طرح کی آمدنی سحت ہے۔ ① حاکم کا رشوت لینا اور یہ باقی تمام قسموں سے زیادہ ناپاک ہے۔ ② کتوں کی قیمتیں لینا۔ ③ کسی شخص کے مادہ حیوان پر سانڈ چھوڑ کر اس سے اجرت لینا۔ ④ زانیہ کا مہر (یعنی زنا کا معاوضہ)۔ ⑤ سنگیاں اور پچھنے لگانے کی اجرت۔ ⑥ اور کاہن کی رقم شیرینی۔''

(روح المعانی: ج۶/ص۱۴۰' احکام القرآن: ج۲/ص۵۲۶)

ابوبکر جصاص رازیؒ فرماتے ہیں:

''رشوت کی چند اقسام ہیں ان میں سے ایک فیصلہ کرنے میں رشوت لینا ہے اور یہ رشوت دینے والے اور لینے والے دونوں پر حرام ہے۔ اسی کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے رشوت دینے والے اور لینے والے اور اس شخص پر جو ان دونوں کے درمیان سمجھوتہ کرائے' ان سب پر لعنت کی ہے۔''......اب رشوت کا دینا یا تو اس خیال سے ہوگا کہ حق کے مطابق اس کا کام کیا جائے' یا اس وجہ سے رشوت دی جائے کہ حق کے خلاف فیصلہ صادر کیا جائے' پس اگر اس نے اس خیال سے رشوت دی کہ اس کے حق میں عدل وانصاف کے مطابق فیصلہ کیا جائے تو رشوت لینے سے وہ حاکم سخت گنہگار ہوگا۔ (اور یہ مال رشوت بھی اس کے لیے حرام ہوگا۔) اس لیے کہ انصاف

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مطابق فیصلہ کرنا اس پر فرض تھا۔ اور اگر اس خیال سے رشوت دی کہ اس کے حق میں عدل وانصاف کو بالائے طاق رکھ کر فیصلہ کیا جائے تو رشوت لینے والا حاکم دو جرائم' ایک رشوت لینے اور دوسرا عدل وانصاف کے خلاف فیصلہ صادر کرنے کا مرتکب ہوگا۔ (احکام القرآن: ج ۲/ص ۵۲۶' مصری)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

① «هَدَايَا الْعُمَّالِ حَرَامٌ كُلُّهَا».

''عمال کا ہدیہ قبول کرنا' یکسر حرام ہے۔''

② «هَدَايَا السُّلْطَانِ سُحْتٌ وَغُلُولٌ». (کنزل العمال: ج ۳/ص ۲۱۰)

''سلطان کا ہدیوں کو لینا خیانت اور حرام ہے۔''

③ «اَلْهَدَايَا لِلْاُمَرَاءِ غُلُولٌ». (کنزل العمال: ج ۳/ص ۳۱۰)

''امراء کے لیے ہدیوں کا قبول کرنا خیانت ہے۔''

④ «اَخْذُ الْاَمِيرِ الْهَدِيَّةَ كُفْرٌ وَقَبُولُ الْقَاضِي الرِّشْوَةَ كُفْرٌ». (کنزالعمال: ج ۳/ص ۳۱۰)

''امیر کا ہدیہ قبول کرنا اور قاضی کا رشوت لینا دونوں کفر کی طرح ہیں۔''

نوٹ: اس کفر سے مراد وہ کفر نہیں جو مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کردے۔

www.KitaboSunnat.com

رفع ظلم کے لیے رشوت:

علامہ یوسف قرضاوی لکھتے ہیں:

جس شخص کی حق تلفی ہو رہی ہو اور بجز رشوت کے کوئی صورت اس کے حصول کی نہ ہو یا اس پر ظلم کیا جا رہا ہو اور سوائے رشوت

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اس کا دفعیہ ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں افضل یہ ہے کہ صبر سے کام لیا جائے' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے لیے رفع ظلم اور حصولِ حق کی بہتر صورت پیدا فرمائے' لیکن اگر اس مجبوری کی بنا پر اسے رشوت دینا پڑے تو گناہ رشوت لینے والے کے سر ہوگا' دینے والے پر نہیں ہوگا۔ بشرطیکہ اس نے دوسرے تمام ذرائع سے کام لیا ہو اور وہ بے سود رہے ہوں۔ نیز وہ رشوت دے کر ظلم کو دور کرنا یا اپنا حق وصول کرنا چاہتا ہو نہ کہ دوسروں کی حق تلفی کرنا۔

بعض علماء اس سلسلہ میں ایک حدیث سے استدلال کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''تم میں سے کوئی شخص میرے پاس سے اپنے بغل میں صدقہ کا مال دبائے نکل جاتا ہے' حالانکہ وہ اس کے لیے آگ ہے۔''
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا' یا رسول اللہ! جب اس کے لیے آگ ہے تو آپ اسے کس طرح دیتے ہیں؟ فرمایا: ''کیا کروں' وہ اس طرح مانگتے ہیں کہ پیچھا ہی نہیں چھوڑتے اور اللہ عز و جل کو یہ بات پسند نہیں کہ میں بخل سے کام لوں۔'' (ابو یعلی' احمد)

جب اصرار کے دباؤ کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ سائل کو مال دیا کرتے تھے اور یہ جانتے ہوئے دیا کرتے تھے کہ یہ لینے والے کے حق میں آگ ہے تو ظلم کو دفع کرنے اور اپنا تلف شدہ حق وصول کرنے کی ضرورت کا دباؤ قبول کرنا کیونکہ جائز نہ ہوگا؟

حکام کا محاسبہ:

اگر حاکم نے اپنے عہد حکومت میں اپنے لیے مال جمع کر لیا ہو' تو اسلام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے یہ اصول مقرر کیا ہے کہ اس کا محاسبہ کیا جائے۔ اور اس اصول سے بھی اسلامی شریعت کی فضیلت کا اظہار ہوتا ہے۔ اور یہ پتہ چلتا ہے کہ اسے عوام کی فلاح و بہبودی کا کس قدر خیال ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ''محاسبة الامام عماله'' کے عنوان سے ایک باب باندھا گیا ہے۔

﴿۱﴾ ابوحمید ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنوسلیم کے صدقات وصول کرنے کے لیے ایک آدمی مقرر کیا' جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا محاسبہ کیا۔ تو اس نے کہا' یہ مال آپ کا ہے اور یہ مال مجھے تحفہ کے طور پر دیا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اگر تم سچے ہو تو اپنے والدین کے گھر میں کیوں نہ بیٹھے رہے' تا کہ تمہارے پاس تمہارا یہ تحفہ آ جاتا۔'' یہ کہہ کر آپ کھڑے ہو گئے اور اپنے خطبہ میں حمد وثنا کے بعد اس طرح ارشاد فرمایا:

''میں اللہ کے دیے ہوئے اختیارات کے مطابق کچھ لوگوں کو حاکم بناتا ہوں تو تم میں سے کوئی آ کر یہ کہتا ہے' یہ تمہارا مال ہے اور یہ مجھے تحفہ میں موصول ہوا۔ اگر وہ حق وصداقت پر ہے تو اپنے والدین کے گھر میں بیٹھ کر اس نے یہ تحفہ کیوں وصول نہیں کیا۔ اللہ کی قسم! تم میں سے جو کوئی ناحق مال حاصل کرے گا۔ تو وہ قیامت کے دن اسے اٹھائے ہوئے آئے گا۔ میں تم میں سے کچھ لوگوں کو جانتا ہوں جو اللہ کے سامنے اس حالت میں ہوں گے کہ وہ کوئی اونٹ یا گائے' یا بھیڑ کو اٹھائے ہوئے ہوں گے۔ اور وہ جانور چلا رہے ہوں گے۔'' بعد ازاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اس قدر بلند کیے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی۔ اور فرمانے لگے'' دیکھو! کیا میں نے پیغام حق پہنچایا؟'' (بخاری: ج۲/ص۱۰۶۸)

﴿۲﴾ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو قبیلہ کنانہ کا حاکم بنایا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ مال تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا' اے عتبہ! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں اپنے ساتھ مال لے کر گیا تھا اور اس کے ذریعے میں نے تجارت کی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم اس حالت میں اسے ساتھ کیوں لے گئے؟'' بعد ازاں آپ رضی اللہ عنہ نے اس مال کو لے کر بیت المال میں شامل کر دیا۔''

﴿۳﴾ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے کچھ ماتحت حکام کو معزول کیا۔ اور ان کے نصف مال کو جو انہوں نے اپنے اقتدار حکومت کے اثر سے کمایا تھا' ضبط کر لیا۔ اور وہ مال عام مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ اس کے بعد آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اسلام کا یہی طریقہ ہے۔ اور یہی اسلامی انصاف کا تقاضا ہے کہ حاکم و محکوم کے مابین تفریق نہ ہو۔ اس طرح حکام اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال نہیں کر سکیں گے۔ اور حد سے متجاوز نہیں ہوں گے۔'' (فقہ الاسلام' مولفہ حسن احمد خطیب' مصری: ص ۴۸۱)

حکام کے غلط فیصلے:

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک چالاک مقدمہ باز آدمی دوسرے کی چیز پر جھوٹا دعویٰ کرتا ہے اور اس کا ایسا ثبوت پیش کرتا ہے کہ قاضی اس کو برحق سمجھ کر اس کے حق میں فیصلہ دے دیتا ہے۔ ...... اور اسی طرح کبھی کوئی جھوٹا مدعا علیہ اپنی چرب زبانی سے اور جھوٹی قسم کھا کر اپنی سچائی کا قاضی کو یقین دلا دیتا ہے اور وہ اس کے حق میں فیصلہ کر دیتا ہے' تو قاضی شریعت کے اس فیصلہ سے وہ چیز اس جھوٹے مدعی یا مدعا علیہ کے لیے حلال و جائز نہیں ہو جاتی' حرام ہی رہتی ہے اور جھوٹا مقدمہ لڑنے اور جھوٹی قسم کھانے سے وہ جہنمی بن جاتا ہے۔ ...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں بھی ایک بشر ہوں اور کسی مقدمہ باز کی چرب زبانی سے متاثر ہو کر مجھ سے بھی ایسا فیصلہ ہو سکتا ہے تو میرے فیصلہ سے بھی وہ چیز اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے حلال نہ ہوگی' حرام ہی رہے گی۔...... حدیث ہے' حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ وَإِنَّكُمْ تَخْتَصِمُونَ إِلَيَّ وَلَعَلَّ بَعْضَكُمْ أَنْ يَكُونَ أَلْحَنَ بِحُجَّتِهِ مِنْ بَعْضٍ فَأَقْضِي لَهُ عَلَى نَحْوِ مَا أَسْمَعُ مِنْهُ فَمَنْ قَضَيْتُ لَهُ بِشَيْءٍ مِنْ حَقِّ أَخِيهِ فَلَا يَأْخُذْنَهُ فَإِنَّمَا أَقْطَعُ لَهُ قِطْعَةً مِنَ النَّارِ».

(بخاری: ج ۴/ص ۲۱۷۹)

''میں ایک بشر ہوں' اور تم لوگ میرے پاس اپنے نزاعات اور مقدمات لاتے ہو' اور ہوسکتا ہے کہ تم میں سے ایک زیادہ اچھا بولنے والا اور بہتر انداز میں تقریر کر کے اپنی دلیل پیش کرنے والا ہو دوسرے سے' اور پھر میں اس کی بات سن کر اسی کے مطابق اسی کے حق میں فیصلہ دیدوں تو اس طرح میں جس کے لیے اس کی بھائی کی چیز کا فیصلہ کروں تو وہ اس کو ہرگز نہ لے' (اس کے جھوٹے دعوے یا جھوٹی قسم کے نتیجہ میں) اُس کو جو دیتا ہوں وہ (انجام کے لحاظ سے) اس کے واسطے دوزخ کا ایک حصہ ہے۔

مطلب یہ ہے کہ میں ایک انسان اور بندہ ہوں' عالم الغیب نہیں ہوں' ہوسکتا ہے کہ کسی مدعی یا مدعا علیہ کی تقریر و استدلال سے متاثر ہو کر اس کے حق میں فیصلہ دیدوں اور فی الواقع وہ اس کا حق نہ ہو تو میرے فیصلہ سے بھی دوسرے فریق کی چیز اس کے لیے حلال اور جائز نہ ہوگی' بلکہ وہ اس کے حق میں دوزخ ہوگی۔

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ کا فتویٰ:

رشوت کی تعریف یہ ہے کہ ''جو شخص کسی خدمت کا معاوضہ پاتا ہو وہ اسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خدمت کے سلسلے میں ان لوگوں سے کسی نوعیت کا فائدہ حاصل کرے جن کے لیے یا جن کے ساتھ اس خدمت سے تعلق رکھنے والے معاملات انجام دینے کے لیے وہ مامور ہو' قطع نظر اس سے کہ وہ لوگ برضا ورغبت اسے وہ فائدہ پہنچائیں یا مجبوراً۔

موجود حالات ہوں یا کوئی اور قسم کے حالات' رشوت لینا تو بہرحال حرام ہے' البتہ رشوت دینا صرف اس صورت میں بر بنائے اضطرار جائز ہوسکتا ہے جبکہ کسی شخص کو کسی ظالم سے اپنا جائز حق حاصل نہ ہورہا ہو اور اس حق کو چھوڑ دینا اس کو ناقابل برداشت نقصان پہنچاتا ہو اور اوپر کوئی بااختیار حاکم بھی ایسا نہ ہو جس سے شکایت کر کے اپنا حق وصول کرنا ممکن ہو۔ (رسائل ومسائل: ج ۲/ص ۲۳۰)

ایک شخص یا اشخاص سے دوسرے شخص یا اشخاص کی طرف مال کی ملکیت منتقل ہونے کی جائز صورتیں صرف چار ہیں۔ ایک یہ کہ ہبہ یا عطیہ ہو' برضا ورغبت۔ دوسرے یہ کہ خرید وفروخت ہو' آپس کی رضا مندی سے۔ تیسرے' یہ کہ خدمت کا معاوضہ ہو' باہمی قرارداد سے۔ چوتھے یہ کہ میراث ہو' جواز روئے قانون ایک دوسرے سے پہنچے۔ ان کے سوا جتنی صورتیں انتقال ملکیت کی ہیں سب حرام ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ جو روپیہ ایک افسر یا اہل کار کسی صاحب غرض سے لیتا ہے' یا جو استفادہ وہ اس مال سے کرتا ہے جو دراصل پبلک کا مال ہے اور پبلک کے کاموں کے لیے اس کے تصرف میں دیا جاتا ہے' اس کی حیثیت کیا ہے؟ ظاہر ہے کہ وہ خرید وفروخت اور میراث کی تعریف میں تو آتا نہیں۔ پھر کیا وہ ہبہ یا عطیہ ہے؟ اس کا فیصلہ کرنے کے لیے ایک سوال کا جواب کافی ہے۔ کیا یہ ہبہ یا عطیہ ایک اہلکار کو اس صورت میں بھی ملتا جبکہ وہ اس منصب پر نہ ہوتا' یا پنشن پر الگ ہو چکا ہوتا۔ اگر نہیں تو یہ عطیہ یا ہبہ نہیں ہے' کیونکہ یہ اس کے منصب کی وجہ سے اس کے پاس آرہا ہے نہ کہ کسی ذاتی تعلق یا محبت یا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمدردی کی بنا پر۔ اب کیا یہ ان خدمات کا معاوضہ ہے جو ایک اہلکار اپنے منصب کے سلسلہ میں انجام دیتا ہے؟ ظاہر ہے کہ یہ درحقیقت معاوضہ بھی نہیں ہے۔ معاوضہ تو صرف وہ تنخواہ اور الاؤنس ہیں جو ملازم ہونے کی حیثیت سے آدمی کو ملتے ہیں۔ ان کے ماسوا جو کچھ ایک اہلکار اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے سلسلہ میں حاصل کرتا ہے وہ یا تو خیانت ہے جو پبلک فنڈ میں سے کی جاتی ہے' یا ناجائز خدمات کا معاوضہ ہے جو شرائط ملازمت کے خلاف عمل کرنے کے بدلہ میں آدمی کو ملتا ہے۔ یا جائز خدمات کا ناجائز معاوضہ ہے کیونکہ شرائط ملازمت کے حدود میں رہتے ہوئے کام کرنے کا معاوضہ تو بشکل تنخواہ آدمی پہلے ہی لے چکا ہے' اس پر پھر مزید معاوضہ حاصل کرنا صریح طور پر حرام خوری ہے۔

یہ تو تھی اصول بحث' دیکھئے کہ اس معاملہ کے شرعی احکام کیا ہیں۔ (پہلے ذکر ہو چکے ہیں۔)

یہ ہیں اس مسئلے میں نبی ﷺ کے ارشادات' اور یہ اپنے مدعا میں اتنے واضح ہیں کہ ان پر کسی تشریح وتوضیح کے اضافے کی ضرورت نہیں۔ جو لوگ اپنی حرام خوری کے لیے طرح طرح کے حیلے اور بہانے پیش کرتے ہیں اور اسے اپنی زبانی...... چال بازیوں کے ذریعہ سے حلال بنانے کی کوشش کرتے ہیں' آپ ان سے کہیے کہ اگر حرام کھاتے ہو تو کم از کم اسے حرام تو سمجھو' شاید کبھی اللہ تعالیٰ اس سے بچنے کی توفیق دے دے۔ لیکن اگر حرام کو حلال بنا کر کھایا تو تمہارے ضمیر مردہ ہو جائیں گے' پھر کبھی حرام سے بچنے کی خواہش دل میں پیدا ہی نہ ہو سکے گی۔ اور جب اللہ کے ہاں حساب دینے کھڑے ہوں گے تو تم کو معلوم ہو جائے گا کہ حقیقت تمہارے بدلنے سے نہیں بدل سکتی۔ حرام حرام ہی ہے خواہ تم اسے حلال بنانے کی کتنی ہی کوشش کرو۔ (رسائل ومسائل: ج ۱/ص ۱۲۱-۱۲۶)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفارش کی حقیقت اور اس کے احکام واقسام:

جائز وناجائز، حلال وحرام اور گناہ وثواب کا امتیاز اٹھ جانے کی وجہ سے سفارش کرنا اور کرانا ایک فیشن اور رسم ورواج کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ حالانکہ سفارش صرف حق کے لیے جائز، ورنہ حرام اور ناجائز موجب گناہ ہے۔

حق تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿مَن يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُن لَّهُ نَصِيبٌ مِّنْهَا وَمَن يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُن لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَا﴾ (النساء: ۸۵)

''جو شخص کوئی اچھی سفارش کرے گا تو سفارش کرنے والے کو بھی اس میں سے ایک حصہ ملے گا۔ اور جو شخص کوئی بری سفارش کرے گا تو سفارش کرنے والے کو بھی اس برائی میں سے ایک حصہ ملے گا۔''

اس آیت میں شفاعت، یعنی سفارش کو اچھی اور بری دو قسموں میں تقسیم فرما کر اس کی حقیقت کو بھی واضح کر دیا، اور یہ بھی بتلا دیا کہ نہ ہر سفارش بری ہے اور نہ ہر سفارش اچھی، ساتھ ہی یہ بھی بتلا دیا کہ اچھی سفارش کرنے والے کو ثواب کا حصہ ملے گا، اور بری سفارش کرنے والے کو عذاب کا۔ آیت میں اچھی سفارش کے ساتھ نصیب کا لفظ آیا ہے، اور بری سفارش کے ساتھ کفل کا، اور لغت میں دونوں کے معنی ایک ہی ہیں، یعنی کسی چیز کا ایک حصہ، لیکن عرف عام میں لفظ نصیب اچھے حصہ کے لیے بولا جاتا ہے، اور لفظ کفل اکثر برے حصہ کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ اگرچہ کہیں کہیں اچھے حصہ کے لیے بھی لفظ کفل استعمال ہوا ہے، جیسے قرآن کریم میں ﴿كِفْلَيْنِ مِن رَّحْمَتِهِ﴾ ارشاد ہے۔

شفاعت کے لفظی معنی ملنے یا ملانے کے ہیں، اسی وجہ سے لفظ شفعہ عربی زبان میں جوڑے کے معنی میں آتا ہے، اور اس کے بالمقابل لفظ وتر بمعنے طاق

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال کیا جاتا ہے۔اس لیے شفاعت کے لفظی معنی یہ ہوئے کہ کسی کمزور طالب حق کے ساتھ اپنی قوت ملا کر اس کو قوی کر دیا جائے' یا بیکس اکیلے شخص کے ساتھ خود مل کر اس کو جوڑا بنا دیا جائے۔

اس سے معلوم ہوا کہ جائز شفاعت وسفارش کے لیے ایک تو یہ شرط ہے کہ جس کی سفارش کی جائے اس کا مطالبہ حق اور جائز ہو' دوسرے یہ کہ وہ اپنے مطالبہ کو بوجہ کمزوری خود بڑے لوگوں تک نہیں پہنچا سکتا' آپ پہنچا دیں' اس سے معلوم ہوا کہ خلاف حق سفارش کرنا یا دوسروں کو اس کے قبول پر مجبور کرنا شفاعت سیئہ' یعنی بری سفارش ہے' اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ سفارش میں اپنے تعلق یا وجاہت سے طریقہ دباؤ اور اجبار کا استعمال کیا جائے تو وہ بھی ظلم ہونے کی وجہ سے جائز نہیں' اسی لیے وہ بھی شفاعت سیئہ میں داخل ہے۔

اب خلاصۂ مضمون آیت مذکورہ کا یہ ہو گیا کہ جو شخص کسی شخص کے جائز حق اور جائز کام کے لیے جائز طریقہ پر سفارش کرے تو اس کو ثواب کا حصہ ملے گا' اور اسی طرح جو کسی ناجائز کام کے لیے' یا ناجائز طریقہ پر سفارش کرے گا اس کو عذاب کا حصہ ملے گا۔

حصہ ملنے کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص سے سفارش کی گئی ہے وہ جب اس مظلوم یا محروم کا کام کر دے تو جس طرح اس کام کرنے والے افسر کو ثواب ملے گا' اسی طرح سفارش کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا۔

حصہ ملنے کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص سے سفارش کی گئی ہے وہ جب اس مظلوم یا محروم کا کام کر دے تو جس طرح اس کام کرنے والے افسر کو ثواب ملے گا' اسی طرح سفارش کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا۔

اسی طرح کسی ناجائز کام کی سفارش کرنے والا بھی گنہگار ہو گا اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ سفارش کرنے والے کا ثواب یا عذاب اس پر موقوف نہیں کہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی سفارش مؤثر اور کامیاب بھی ہو بلکہ اس کو بہر حال اپنا حصہ ملے گا۔

رسولِ کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

«اَلدَّالُّ عَلَى الْخَيْرِ كَفَاعِلِهِ». (بزار طبرانی)

''یعنی جو شخص کسی نیکی پر کسی کو آمادہ کر دے اس کو بھی ایسا ہی ثواب ملتا ہے جیسا اس نیک عمل کرنے والے کو۔''

اسی طرح ابن ماجہ کی ایک حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«من أعان على قتل مؤمن بشطر كلمة لقى الله مكتوب بين عينيه آئس من رحمة الله». (مظہری)

''یعنی جس شخص نے کسی مسلمان کے قتل میں ایک کلمہ سے بھی مدد کی تو وہ قیامت میں حق تعالیٰ کی پیشی میں اس طرح لایا جائے گا کہ اس کی پیشانی پر یہ لکھا ہوگا کہ یہ شخص اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم و مایوس ہے۔''

اس سے معلوم ہوا کہ جس طرح نیکی پر کسی کو آمادہ کرنا نیک عمل اور برابر کا ثواب رکھتا ہے اسی طرح بدی اور گناہ پر کسی کو آمادہ کرنا یا سہارا دینا بھی برابر کا گناہ ہے۔

آخر آیت میں ارشاد فرمایا: ﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيْتًا﴾ لفظ ''مقیت'' کے معنی لغت کے اعتبار سے قادر و مقتدر کے بھی ہیں' اور حاضر ونگراں کے بھی' اور روزی تقسیم کرنے والے کے بھی' اور اس جملہ میں تینوں معنی مراد ہو سکتے ہیں' پہلے معنی کے اعتبار سے تو مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے' عمل کرنے والے اور سفارش کرنے والے کی جزاء یا سزا اس کے لیے دشوار نہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسرے معنی کے اعتبار سے مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگراں وحاضر ہے اس کو سب معلوم ہے کہ کون کس نیت سے سفارش کر رہا ہے، محض لوجہ اللہ کسی بھائی کی امداد کرنا مقصود ہے یا کوئی اپنی غرض بطور رشوت کے اس سے حاصل کرنا ہے۔

اور تیسرے معنی کے اعتبار سے مطلب یہ ہوگا کہ رزق و روزی کی تقسیم کا تو اللہ تعالیٰ خود متکفل ہے، جتنا کسی کے لیے لکھ دیا ہے وہ اس کو مل کر رہے گا، کسی کی سفارش کرنے سے وہ مجبور نہیں ہو جائے گا، بلکہ جس کو جتنی چاہے روزی عطا فرمائے گا، البتہ سفارش کرنے والے کو مفت میں ثواب مل جاتا ہے، کہ وہ ایک کمزور کی اعانت ہے۔

حدیث میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے:

«كَانَ اللّٰهُ فِيْ عَوْنِ عَبْدِهٖ مَا دَامَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ أَخِيْهِ».

"یعنی اللہ تعالیٰ اس وقت تک اپنے بندہ کی امداد میں لگا رہتا ہے جب تک وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کی امداد میں لگا رہے۔"

اسی بنا پر صحیح بخاری کی ایک حدیث میں رسول کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

«اِشْفَعُوا فَلْتُوجِرُوْا وَيَقْضِى اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَا شَآءَ».

"یعنی تم سفارش کیا کرو، تمہیں ثواب ملے گا، پھر اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ کے ذریعہ جو فیصلہ فرمائیں اس پر راضی رہو۔"

اس حدیث میں جہاں سفارش کا موجب ثواب ہونا بیان فرمایا ہے وہیں یہ بھی بتلایا کہ سفارش کی حد یہی ہے کہ کمزور آدمی جو خود اپنی بات کسی بڑے تک پہنچانے اور اپنی حاجت صحیح طور پر بیان کرنے پر قادر نہ ہو تم اس کی بات وہاں تک پہنچا دو، آگے وہ سفارش مانی جائے یا نہ مانی جائے اور اس شخص کا مطلوبہ کام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورا ہو یا نہ ہو' اس میں آپ کا کوئی دخل نہ ہونا چاہیے۔ اور اس کے خلاف ہونے کی صورت میں آپ پر کوئی ناگواری نہ ہونی چاہیے' حدیث کے آخری جملہ میں "ویقضی اللہ علی لسان نبیہ ما شاء" کا یہی مطلب ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کے الفاظ میں اس طرف اشارہ موجود ہے کہ سفارش کا ثواب یا عذاب اس پر موقوف نہیں کہ وہ سفارش کامیاب ہو' بلکہ اس ثواب و عذاب کا تعلق مطلق سفارش کر دینے سے ہے' آپ نے شفاعت حسنہ کر دی تو ثواب کے مستحق ہو گئے' اور شفاعت سیئہ کر دی تو عذاب کے مستوجب بن گئے' خواہ آپ کی سفارش پر عمل ہو یا نہ ہو۔

تفسیر بحر محیط اور بیان القرآن وغیرہ میں ﴿من یشفع﴾ میں لفظ منہا کو سببیہ قرار دے کر اس کی طرف اشارہ بتلایا ہے' اور تفسیر مظہری میں امامِ تفسیر' مجاہد کا قول نقل کیا ہے کہ سفارش کرنے والے کو سفارش کا ثواب ملے گا' اگرچہ اس کی سفارش قبول نہ کی گئی ہو' اور یہ بات صرف رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مخصوص نہیں' کسی دوسرے انسان کے پاس جو سفارش کی جائے' اس کا بھی یہی اصول ہونا چاہیے' کہ سفارش کر کے آدمی فارغ ہو جائے اس کے قبول کرنے پر مجبور نہ کرے۔ جیسا کہ خود رسول کریم ﷺ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ کنیز سے یہ سفارش فرمائی کہ اس نے جو اپنے شوہر مغیث سے طلاق حاصل کر لی ہے اور وہ اس کی محبت میں پریشان پھرتے ہیں دوبارہ انہی سے نکاح کر لے' بریرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا' یا رسول اللہ! اگر یہ آپ کا حکم ہے تو سر آنکھوں پر اور اگر سفارش ہے تو میری طبیعت اس پر بالکل آمادہ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ "حکم نہیں سفارش ہی ہے۔" بریرہؓ جانتی تھیں کہ رسالت مآب ﷺ کو خلافِ اصول کوئی ناگواری نہ ہو گی' اس لیے صاف عرض کر دیا کہ تو پھر میں یہ سفارش قبول نہیں کرتی' آپ ﷺ نے خوش دلی کے ساتھ ان کو ان کے حال پر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہنے دیا۔

یہ تھی حقیقت سفارش کی جو شرعاً باعث اجر وثواب تھی' آجکل لوگوں نے جو اس کا حلیہ بگاڑا ہے وہ در حقیقت سفارش نہیں ہوتی' بلکہ تعلقات یا وجاہت کا اثر اور دباؤ ڈالنا ہوتا ہے' اور یہی وجہ ہے کہ اگر ان کی سفارش نہ مانی جائے تو ناراض ہوتے ہیں' بلکہ دشمنی پر آمادہ ہو جاتے ہیں' حالانکہ کسی ایسے شخص پر ایسا دباؤ ڈالنا کہ وہ ضمیر اور مرضی کے خلاف کرنے پر مجبور ہو جائے' اکراہ واجبار میں داخل اور سخت گناہ ہے' اور ایسا ہی ہے جیسے کوئی کسی کے مال یا کسی کے حق پر زبردستی قبضہ کر لے' وہ شخص شرعاً اور قانوناً آزاد' خود مختار تھا' آپ نے اس کو مجبور کر کے اس کی آزادی سلب کر لی' اس کی مثال تو ایسی ہو گی کہ کسی محتاج کی حاجت پوری کرنے کے لیے کسی دوسرے کا مال چرا کر اس کو دیدیا جائے۔

ڈاکٹر ریاض قدیر کا واقعہ:

ایوب خاں دور میں ڈاکٹر ریاض قدیر گنگا رام ہسپتال لاہور کے ناظم اعلیٰ تھے' جو بہت اونچی اچھی خاصی اونچی پوسٹ ہے اس وقت پنجاب کے گورنر نواب امیر خاں آف کالا باغ تھے۔ گورنر نے ڈاکٹر صاحب کے ہاں کوئی سفارش کی جو سراسر ناجائز تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے سفارش ماننے سے انکار کر دیا' تو گورنر کو غصہ آیا اور ڈاکٹر صاحب کو اپنے پاس بلا کر بے تحاشا گالیاں دیں' اور لوگوں کی موجودگی میں تھپٹر مارے اور زیادتی کی' جس کا اس کو حق نہیں تھا۔ یہ گورنر اپنے آپ کو بہت پڑھا لکھا سمجھتا تھا' مگر ہمارے نزدیک پرلے درجے کا جاہل اور اجڈ آدمی ہے جس کو آرڈر اور سفارش کے مابین فرق کا بھی پتہ نہیں ہے۔ ڈاکٹر صاحب تو اچھی خاصی پوزیشن والے انسان تھے' حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا تو کنیز تھی جو ابھی آزاد ہوئی تھی۔ اس نے امام الانبیاء سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش ماننے سے انکار کر دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار نہیں کیا اور خوش دلی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ ان کو ان کے حال پر رہنے دیا۔

سفارش پر کچھ معاوضہ لینا رشوت ہے' اور حرام ہے:

جس سفارش پر کوئی معاوضہ لیا جائے وہ رشوت ہے' حدیث میں اس کو سحت و حرام فرمایا ہے' اس میں ہر طرح کی رشوت داخل ہے' خواہ وہ مال ہو یا یہ کہ اس کا کام کرنے کے عوض اپنا کام اس سے لیا جائے۔

تفسیر کشاف وغیرہ میں ہے کہ شفاعت حسنہ وہ ہے جس کا منشا کسی مسلمان کے حق کو پورا کرنا ہو' یا اس کو کوئی جائز نفع پہنچانا یا مضرت اور نقصان سے بچانا ہو' اور یہ سفارش یا کام بھی کسی دنیوی جوڑ توڑ کے لیے نہ ہو' بلکہ محض اللہ کے لیے کمزور کی رعایت مقصود ہو اور اس سفارش پر کوئی رشوت' مالی یا جانی نہ لی جائے' اور یہ سفارش کسی ناجائز کام میں بھی نہ ہو' بلکہ یہ سفارش کسی ایسے ثابت شدہ جرم کی معافی کے لیے نہ ہو جن کی سزا قرآن میں معین و مقرر ہے۔

تفسیر بحر محیط اور مظہری وغیرہ میں ہے کہ کسی مسلمان کی حاجت روائی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا بھی شفاعت حسنہ میں داخل ہے' اور دعاء کرنے والے کو بھی اجر ملتا ہے' ایک حدیث میں ہے کہ جب کوئی شخص اپنے بھائی مسلمان کے لیے کوئی دعاءِ خیر کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے "ولك بمثل" یعنی اللہ تعالیٰ تیری بھی حاجت پوری فرمائیں۔

رشوت لینا سخت حرام اور اللہ سے عہد شکنی ہے:

﴿وَلَا تَشْتَرُوا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيلًا﴾

"یعنی اللہ کے عہد کو تھوڑی قیمت کے بدلے میں نہ توڑو۔"

یہاں تھوڑی سی قیمت سے مراد دنیا اور اس کے منافع ہیں' وہ مقدار میں کتنے بھی بڑے ہوں' آخرت کے منافع کے مقابلہ میں ساری دنیا اور اس کی ساری دولتیں بھی قلیل ہی ہیں' جس نے آخرت کے بدلے میں دنیا لے لی' اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے انتہائی خسارہ کا سودا کیا ہے کہ ہمیشہ رہنے والی اعلیٰ ترین نعمت و دولت کو بہت جلد فنا ہونے والی گھٹیا قسم کی چیز کے عوض بیچ ڈالنا کوئی سمجھ بوجھ والا انسان گوارا نہیں کر سکتا۔

ابن عطیہ نے فرمایا کہ جس کام کا پورا کرنا کسی شخص کے ذمہ واجب ہو وہ اللہ کا عہد اس کے ذمہ ہے' اس کے پورا کرنے پر کسی سے معاوضہ لینا اور بغیر لیے نہ کرنا اللہ کا عہد توڑنا ہے' اسی طرح جس کام کا نہ کرنا کسی کے ذمہ واجب ہے کسی سے معاوضہ لے کر اس کا کر دینا یہ بھی اللہ کا عہد توڑنا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ رشوت کی مروجہ قسمیں سب حرام ہیں' جیسے کوئی سرکاری ملازم کسی کام کی تنخواہ حکومت سے پاتا ہے تو اس نے اللہ سے عہد کر لیا ہے کہ یہ تنخواہ لے کر مفوضہ خدمت پوری کروں گا' اب اگر وہ اس کے کرنے پر کسی سے معاوضہ مانگے اور بغیر معاوضہ اس کو ٹالے' تو یہ عہد اللہ کو توڑ رہا ہے' اسی طرح جس کام کا اس کو محکمہ کی طرف سے اختیار نہیں اس کو رشوت لے کر کر ڈالنا بھی اللہ سے عہد شکنی ہے۔ (بحر محیط)

رشوت کی جامع تعریف:

ابن عطیہ کے اس کلام میں رشوت کی جامع مانع تعریف بھی آ گئی' جو تفسیر بحر محیط کے الفاظ میں یہ ہے:

«أخذ الأموال على فعل ما يجب على الأخذ فعله أو فعل ما يجب عليه تركه». (تفسیر بحر محیط: ج۵/ص۵۳۳)

''یعنی جس کام کا کرنا اس کے ذمہ واجب ہے اس کے کرنے پر معاوضہ لینا یا جس کام کا چھوڑنا اس کے ذمہ لازم ہے اس کے کرنے پر معاوضہ لینا رشوت ہے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سفارش حسنہ:

یعنی اگر وہ نیک اور اچھی بات کے لیے مشروع طریقہ پر سفارش کرے گا تو اس کو اس عمل خیر کا اجر ملے گا۔ جیسے کسی دولت مند سے کسی محتاج کی سفارش کر کے کچھ دلا دینا' تو اس طرح دلانے والا بھی خیرات کے ثواب میں داخل ہو جائے گا۔ لیکن اگر غیر شرعی کام کے لیے خواہ وہ بظاہر کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو سفارش کرے' یا کسی برے کام کے لیے سفارش کرے تو وہ اس میں اس وقت تک کے لیے شریک گناہ رہے گا جب تک کہ اس کی سفارش کی بناء پر برے کام کرنے والا اسے جاری رکھے گا۔ جیسا چور' رہزن' فریب کار کی سفارش کر کے اسے چھڑا لیا جائے۔ اور وہ پھر ویسے جرائم کرنے شروع کر دے تو جب تک ان جرائم کا سلسلہ جاری رہے گا۔ سفارش کرنے والا اس وقت تک گناہ میں شریک رہے گا۔ اس لیے سفارش کرنے سے قبل کام کی نوعیت اور حقیقت معلوم کر لینی ضروری ہے۔ تاکہ کہیں انسان خود ہی مبتلائے عذاب نہ ہو جائے۔

قاضی عافیہؒ اور رشوت:

تاریخ بغداد میں خطیب بغدادی نے قاضی عافیہؒ کے متعلق ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ خلیفہ مہدی عباس نے قاضی عافیہؒ کو اپنے دور میں عہدہ قضا پر مقرر کیا' کچھ دن وہ کام کرتے رہے' ایک دن خلاف معمول خلیفہ کے دربار میں حاضر ہو کر بازیابی کی اجازت چاہی' خلیفہ مہدی نے اپنے پاس بلا لیا' یہ دیکھ کر کہ کاغذوں کا بستہ بھی بغل میں دبایا ہوا ہے۔ مہدی نے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کے کسی عہدہ دار یا میرے رشتہ داروں نے ان پر کچھ دباؤ ڈالا ہے۔ اس کی شکایت کرنے آئے ہیں۔ خود ہی پہل کرتے ہوئے پوچھا' کیا کوئی ایسی صورت پیش آئی ہے۔ قاضی صاحب بولے کہ امیر المؤمنین اس قسم کی کوئی بات نہیں ہے۔ بلکہ قصہ دوسرا ہے اور وہ یہ ہے کہ ادھر دو ماہ سے دو امیروں کا مقدمہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے ہاں چل رہا ہے۔ مقدمہ تھا' ذرا پیچیدہ اور دشوار شہادت اور گواہیاں دونوں طرف سے پیش ہو رہی تھیں اور ایسی گواہیاں جن میں ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی کوئی صورت سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ اس خیال میں تھا کہ دونوں میں صلح کرادوں یا اس عرصے میں اللہ ترجیح کی کوئی وجہ سمجھا دے اس میں کچھ تاخیر ہوئی۔ اس عرصہ میں فریقین میں سے ایک شخص نے اس کا پتہ چلایا کہ مجھے تازہ رطب کھجور سے خاص رغبت ہے۔ حالانکہ ابھی کھجوروں کے موسم کا آغاز ہے۔ لیکن اللہ جانے اس بندۂ خدا نے کہاں سے ان کو مہیا کیا' اور میرے دربان کو رشوت دے کر راضی کیا کہ کھجوروں کے طبق کو لے کر قاضی صاحب کے پاس جانے کی اجازت دے دے' خواہ قاضی صاحب مرے ہدیہ کو قبول کریں یا نہ کریں۔ بہرحال کھجوروں کو لے کر میرے مکان پر وہ پہنچا۔ دیکھنے کے ساتھ ہی میں نے اسے واپس کیا۔ اور سخت ناگواری کا اظہار کیا۔ دربان جس نے آنے کی اجازت دی تھی اسے بھی میں نے نکال کر باہر کیا۔ وہ کھجوروں کے طبق کو لے کر واپس ہو گیا' بات ہو گئی۔ لیکن دوسرے دن جب اپنے اجلاس پر پہنچا' فریقین میرے سامنے حاضر ہوئے تو امیر المؤمنین! میں نے محسوس کیا کہ دونوں میرے دل کے آگے برابر باقی رہے تھے اور نہ میری آنکھوں میں دونوں یکساں تھے۔

قاضی عافیہؒ نے سارے ماجرے کو سنانے کے بعد مہدی سے عرض کیا کہ امیر المؤمنین رشوت کے نہ لینے کی صورت میں جب میرے نفس کی یہ حالت ہو گئی۔ اس سے اندازہ کرتا ہوں کہ رشوت قبول کرنے کے بعد کیا حال ہو سکتا ہے۔ میں ڈر رہا ہوں کہ اس راہ میں اپنے دین کو برباد کر کے خود اپنے آپ کو میں تباہ نہ کر دوں۔ (خطیب بغدادی: ج ۱۱/ص ۴۹)

مرزا محمد زاہد کے تقویٰ کا ایک دلچسپ واقعہ:

برصغیر کے عظیم عالم دین حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے والد ماجد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ نے فرمایا کہ مرزا محمد زاہد نے ماہ رمضان میں ایک دن میری دعوت کی، میں ان کے مکان پر بیٹھا ہوا تھا، جب مغرب کا وقت ہوا تو ایک کباب فروش آیا اور کبابوں سے بھرا ہوا۔ ایک خوان ان کے سامنے لا کر رکھ دیا۔ اور کہا کہ اے شخص! نہ میں تیرا پیر ہوں اور نہ استاد ہوں۔ پھر نذرانہ کس بات کا ہے؟ نہ تیری کوئی غرض ہے۔ اپنی غرض بیان کر، اس نے کہا، میں کوئی غرض نہیں رکھتا۔ مرزا زاہد نے بہت تاکید سے کباب لانے کی وجہ دریافت کی۔ بالآخر معلوم ہوا کہ اس کی دکان راستہ پر ہے۔ مرزا ہروی کے سپاہیوں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ اس کی دکان یہاں سے ہٹا دیں۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا، کہ اچھی بات ہے۔ ہم کل کو ایک شخص بھیجیں گے تاکہ وہ انصاف کرے۔ پھر فرمایا کہ اب جاؤ اور کباب بھی لے جاؤ۔ کباب فروش نے کہا کہ یہ کباب تو میں نے آپ کے لیے بنائے ہیں۔ اب تو میں ان کو بیچ بھی نہیں سکتا ہوں۔ اس لیے کہ اس وقت اس قدر کباب کوئی بھی نہیں خریدے گا۔ آپ نے اپنے لڑکوں کے معلم کو آواز دے کر بلایا اور فرمایا کہ ان کبابوں کی قیمت کا اندازہ کرو اور ہمارے سے دام ادا کر دو۔ معلم نے آٹھ آنے قیمت تجویز کی۔ شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں کہ میں نے استاد سے آہستہ سے کہا کہ جناب عالی آپ کی غرض تو یہ ہے کہ رشوت سے اجتناب ہو مگر آپ کا مقصد کسی طرح پورا نہیں ہو رہا ہے۔ اس لیے کہ ان کبابوں کی قیمت تو مجوزہ قیمت سے بہت زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ یہ شخص صرف آٹھ آنے لینے پر اس لیے راضی ہو گیا ہے کہ اس کی ایک غرض وابستہ ہے۔ مرزا زاہد کو متنبہ ہوا اور کباب فروش کو اپنے پاس بلا کر دریافت فرمایا کہ سچ سچ بتا گوشت مصالحہ اور ایندھن کس قیمت کے تھے اور تیری اجرت کتنی ہوتی ہے۔ جب حساب ہوا تو کبابوں کی قیمت ساڑھے تین روپے بیٹھی۔ یہی رقم اس کو دے دی گئی۔ اس کے بعد مرزا زاہد نے معلم کو بلا کر ڈانٹا اور فرمایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ تم یہ چاہتے تھے کہ میں روزے کو حرام طریقے سے حاصل کئے ہوئے کھانے سے افطار کروں! یہ کونسی عقل مندی ہے اور کہاں کی ہمدردی تھی' بعدہٗ وہ کباب تناول فرمائے۔ (ماخوذ از الفرقان)

نوٹ:

حضرت شاہ عبدالرحیمؒ نے معقولات اور علم کلام کی کتابیں مرزا محمد زاہد ہروی سے پڑھی تھیں' وہ آپ کے استاد تھے۔ (اسلام اور رشوت: ص ۱۰۶)

تَمَّتِ الرِّسَالَةُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ أَوَّلًا وَّاٰخِرًا ○

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد علی جانباز حفظہ اللہ تعالیٰ

کی دیگر علمی اور تحقیقی تصانیف

- انجاز الحاجۃ
  شرح سنن ابن ماجہ (عربی)
- اہمیتِ نماز
- صلوٰۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- معراجِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- آلِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
- اَحکامِ سفر
- نفحات العطر فی تحقیق مسائلِ عید الفطر
- اَحکامِ دُعاء اور توسل
- اَحکامِ نکاح
- توہین رسالت کی شرعی سزا
- ارکانِ اِسلام
- تحفۃ الوریٰ فی تحقیق مسائلِ عید الاضحیٰ
- دورانِ خطبہ جمعہ دو رکعت پڑھنے کا حکم
- صفات المؤمنین
- اَحکامِ طلاق
- حُرمتِ متعہ بجواب حلتِ متعہ
- اِسلام میں صِلہ رحمی کی اہمیّت
- اَحکامِ عدت
- احکام قسم و نذر

ناشر: ادارہ جامعہ رحمانیہ (رجسٹرڈ)
4591911
ناصر روڈ۔ سیالکوٹ

www.KitaboSunnat.com
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شیخ الحدیث حضرت مولانا **محمد علی جانباز** حفظہ اللہ تعالیٰ

کی دیگر علمی اور تحقیقی تصانیف

- انجاز الحاجة
  شرح سنن ابن ماجه (عربی)
- اہمیتِ نماز
- صلوٰۃ المصطفیٰ ﷺ
- معراجِ مصطفیٰ ﷺ
- آلِ مصطفیٰ ﷺ
- اَحکامِ سفر
- نفحات العطر فی تحقیق مسائلِ عید الفطر
- اُحکامِ دُعاء اور توسل
- اَحکامِ نکاح
- اَحکامِ وقف و ہبہ
- توہین رسالت کی شرعی سزا
- ارکانِ اسلام
- تحفۃ الوری فی تحقیق مسائلِ عید الاضحیٰ
- دورانِ خطبہ جمعہ دو رکعت پڑھنے کا حکم
- صفات المؤمنین
- اَحکامِ طلاق
- حُرمتِ متعہ بجواب حلتِ متعہ
- اِسلام میں صِلہ رحمی کی اہمیت
- اَحکامِ عدت
- احکام قسم و نذر

ناشر: ادارہ جامعہ رحمانیہ (رجسٹرڈ) ☎ 4591911
ناصر روڈ۔ سیالکوٹ